Over 200K+ Followers

16 TO 22 FEBRUARY, 2026 | ☆☆☆ ۱۶تا۲۲فروری۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ

PAKISTAN WATCH

جب ریاست، فورس اور عوام ایک صف میں کھڑے ہوں تو اندھیرا خود بخود چھٹ جاتا ہے

سنگلاخ پہاڑوں کے دامن میں جوانوں کی سخت ٹریننگ

پاکستان واچ کی خصوصی رپورٹ

Quadcopter

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

"حرفِ حق"

شیخ راشد عالم

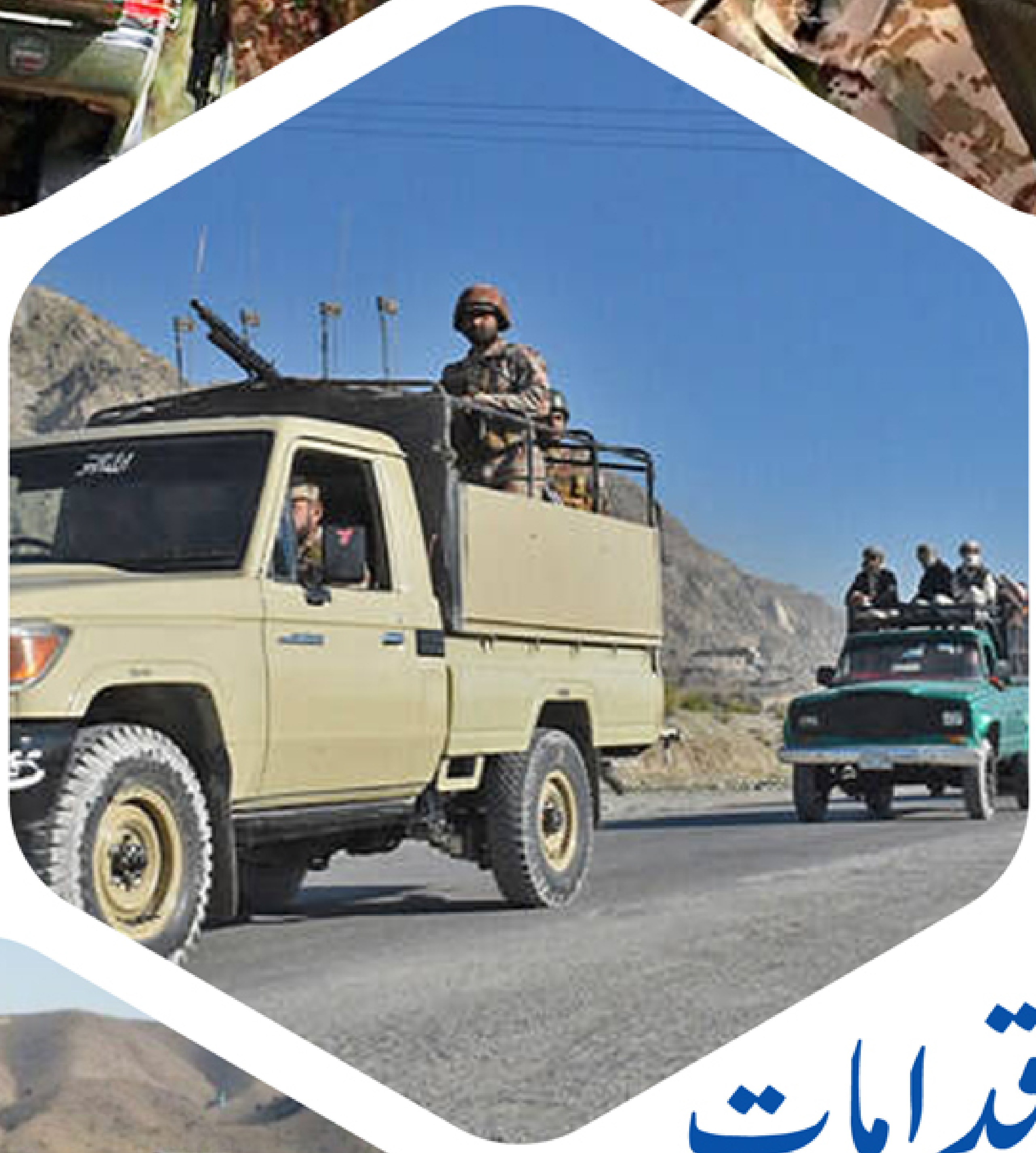

بھارتی پراکسی کے خلاف پاک فوج کے جرأتمندانہ اقدامات

جنوبی ایشیا کا خطہ ایک طویل عرصے سے جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کا مرکز رہا ہے۔ پاکستان کو جہاں مشرقی سرحد پر روایتی خطرات کا سامنا ہے، وہیں غیر روایتی اور ہائبرڈ جنگ کے ذریعے بھی عدم استحکام پیدا کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ ان حالات میں بھارتی پراکسی نیٹ ورکس کا کردار ایک اہم چیلنج کے طور پر سامنے آیا، جن کے ذریعے ملک کے مختلف حصوں میں بدامنی اور انتشار پھیلانے کی کوشش کی گئی۔ تاہم پاک فوج نے پیشہ ورانہ مہارت، جدید حکمتِ عملی اور جراتمندانہ اقدامات کے ذریعے ان عزائم کو ناکام بنایا۔

پراکسی وار جدید دور کی ایک پیچیدہ حکمتِ عملی ہے جس میں ریاستیں براہِ راست تصادم کے بجائے مقامی یا سرحد پار عناصر کو استعمال کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

پاکستان نے بارہا عالمی سطح پر اس امر کی نشاندہی کی کہ بھارتی خفیہ نیٹ ورکس اور ان کے سہولت کار ملک میں تخریبی کارروائیوں کی پشت پناہی کرتے رہے ہیں۔ اس تناظر میں پاک فوج اور سیکیورٹی اداروں نے مربوط حکمتِ عملی اپناتے ہوئے ان نیٹ ورکس کی بیخ کنی کو ترجیح دی۔

انسدادِ دہشت گردی کے بڑے آپریشنز اس جدوجہد کا مرکزی ستون رہے۔ پاک فوج کے آپریشنز نے نہ صرف دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو تباہ کیا بلکہ ان کے سہولت کاروں اور مالی معاونت کے ذرائع کو بھی نشانہ بنایا۔ ان کارروائیوں کے نتیجے میں ایسے عناصر بے نقاب ہوئے جو بیرونی سرپرستی میں ملک کے امن کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان آپریشنز کی کامیابی اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان کی مسلح افواج کسی بھی پراکسی ڈھانچے کو برداشت نہیں کریں گی۔

سرحدی نظم و نسق کی بہتری بھی بھارتی پراکسی کے خلاف حکمتِ عملی کا اہم حصہ رہی۔ مغربی سرحد پر باڑ کی تنصیب، جدید نگرانی کے نظام اور چیک پوسٹس کے قیام نے دراندازی کے امکانات کو محدود کیا۔ اسی طرح لائن آف کنٹرول پر مؤثر دفاعی حکمتِ عملی نے دشمن کی درپردہ سرگرمیوں کو ناکام بنانے میں کردار ادا کیا۔ ان اقدامات کے ذریعے غیر قانونی نقل و حرکت اور اسلحہ کی ترسیل پر سخت کنٹرول ممکن ہوا۔

انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز نے پراکسی نیٹ ورکس کو بے نقاب کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جدید ٹیکنالوجی، ڈیٹا اینالیسز اور ادارہ جاتی تعاون کے ذریعے ایسے عناصر کی نشاندہی کی گئی جو بظاہر عام شہری زندگی گزار رہے تھے مگر پس پردہ تخریبی سرگرمیوں میں ملوث تھے۔ بروقت کارروائیوں نے ممکنہ حملوں کو ناکام بنایا اور عوام کے جان و مال کو تحفظ فراہم کیا۔

بلوچستان اور دیگر حساس علاقوں میں سیکیورٹی کے ساتھ ساتھ ترقیاتی منصوبوں کا فروغ بھی اس حکمتِ عملی کا حصہ تھا۔ بھارتی پراکسی کا ایک مقصد مقامی آبادی میں بداعتمادی پیدا کرنا تھا، مگر پاک فوج نے تعلیم، صحت اور انفراسٹرکچر کے منصوبوں میں معاونت فراہم کر کے عوامی حمایت کو مضبوط کیا۔ جب عوام ریاست کے ساتھ کھڑے ہوں تو پراکسی نیٹ ورکس کی گنجائش خود بخود کم ہو جاتی ہے۔

اطلاعاتی جنگ کے میدان میں بھی مؤثر اقدامات کیے گئے۔ دشمن کی جانب سے سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے پھیلائے جانے والے منفی پروپیگنڈے کا بروقت جواب دیا گیا۔ شفاف معلومات اور حقائق کی فراہمی نے افواہوں کا توڑ کیا اور قومی بیانیے کو مضبوط بنایا۔ ہائبرڈ وارفیئر کے اس دور میں اطلاعاتی محاذ پر کامیابی بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی زمینی محاذ پر۔

سفارتی سطح پر پاکستان نے عالمی برادری کے سامنے شواہد پیش کیے کہ کس طرح بھارتی پراکسی عناصر خطے کے امن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سفارتی حکمتِ عملی نے عالمی سطح پر پاکستان کے مؤقف کو تقویت دی اور دہشت گردی کے خلاف اس کی قربانیوں کا اعتراف بڑھایا۔ بین الاقوامی فورمز پر فعال کردار ادا کرنا بھی قومی سلامتی کی جامع حکمتِ عملی کا حصہ رہا۔

پاک فوج کی پیشہ ورانہ تربیت، جدید ساز و سامان اور جوانوں کی قربانیاں اس جدوجہد کی بنیاد ہیں۔ سیکڑوں افسران اور سپاہیوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ وطن کے دفاع پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ ان قربانیوں کی بدولت آج ملک میں امن و استحکام کی فضا بہتر ہوئی ہے اور ترقیاتی سرگرمیاں تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں۔

یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ پراکسی کے خلاف جنگ صرف عسکری نہیں بلکہ قومی سطح کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ سیاسی استحکام، معاشی ترقی اور سماجی ہم آہنگی اس جنگ کو پائیدار کامیابی تک پہنچانے کے لیے ضروری عناصر ہیں۔ پاک فوج نے ایک محفوظ ماحول فراہم کیا ہے، اب دیگر اداروں اور عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ ملک کی ترقی میں کردار ادا کریں۔

مجموعی طور پر بھارتی پراکسی کے خلاف پاک فوج کے جراتمندانہ اقدامات نے دشمن کے عزائم کو ناکام بنایا اور یہ واضح پیغام دیا کہ پاکستان اپنی خودمختاری اور سلامتی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گا۔ قومی عزم، پیشہ ورانہ مہارت اور قربانیوں کی بدولت پاکستان مضبوط اور مستحکم مستقبل کی جانب گامزن ہے۔ یہی اتحاد اور اعتماد ہماری اصل طاقت ہے، اور اسی کے ذریعے ہر سازش کو ناکام بنایا جاسکتا ہے۔

16 TO 22 FEBRUARY, 2026 ☆☆☆ ۱۶تا۲۲فروری ۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم   ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ
PAKISTAN WATCH

https://www.facebook.com/ pakistanwatch.news

فرمانِ الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

میری قوم! میں اس (وعظ و نصیحت) کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں؟۔

سورۃ ہود 11 - آیت نمبر 51

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی
● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،
● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان
● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

مجھے ہے حکم اذاں.................!

عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کی جانب سے پاکستان میں بجلی کے مجوزہ ٹیرف میں ردوبدل پر جاری مذاکرات ایک ایسے وقت میں سامنے آئے ہیں جب ملک معاشی استحکام کی راہ پر گامزن ہے اور اصلاحات کے عمل کو تیز کیا جا رہا ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ مذاکرات کا محور صرف مالی اہداف نہیں بلکہ عام آدمی، خصوصاً متوسط اور کم آمدنی والے طبقات کا تحفظ بھی ہے۔ توانائی کا شعبہ پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ گزشتہ برسوں میں گردشی قرضے، پیداواری لاگت اور سبسڈی کے مسائل نے اس شعبے کو دباؤ میں رکھا۔ حکومت کی کوشش ہے کہ ایک ایسا متوازن نظام تشکیل دیا جائے جو نہ صرف مالی نظم و ضبط کو یقینی بنائے بلکہ صارفین پر غیر ضروری بوجھ بھی نہ ڈالے۔ آئی ایم ایف حکام کی جانب سے اس پہلو پر زور دینا کہ مجوزہ ٹیرف ترامیم کا اثر کمزور طبقات پر کم سے کم ہو، ایک مثبت پیش رفت سمجھی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بجلی کے نرخوں میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کا براہ راست اثر مہنگائی، صنعتی لاگت اور گھریلو بجٹ پر پڑتا ہے۔ اگر اصلاحات سوچ سمجھ کر اور مرحلہ وار کی جائیں تو ان کے طویل مدتی فوائد سامنے آ سکتے ہیں۔ توانائی کے شعبے میں شفافیت، نقصانات میں کمی، لائن لاسز پر قابو اور ریکوری نظام کی بہتری ایسے اقدامات ہیں جو ٹیرف میں اضافے کی ضرورت کو کم کر سکتے ہیں۔ مذاکرات میں اس بات کا جائزہ لیا جانا بھی اہم ہے کہ مجوزہ ترامیم حکومتی وعدوں اور جاری اصلاحاتی پروگرام سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں۔ پاکستان نے حالیہ عرصے میں مالیاتی نظم و ضبط، ٹیکس اصلاحات اور سرکاری اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے کے حوالے سے سنجیدہ اقدامات کیے ہیں۔ ایسے میں توانائی شعبے کی اصلاح بھی ایک جامع حکمت عملی کا حصہ ہونی چاہیے، نہ کہ محض ہنگامی ردعمل۔ مہنگائی کے ممکنہ اثرات کا تفصیلی جائزہ لینا بھی ناگزیر ہے۔ اگر بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ناگزیر ہو تو اس کے ساتھ ہدفی سبسڈی، سماجی تحفظ کے پروگرام اور کم یونٹس استعمال کرنے والے صارفین کے لیے خصوصی ریلیف جیسے اقدامات متعارف کرائے جا سکتے ہیں۔ اس سے ایک طرف مالیاتی تقاضے پورے ہوں گے اور دوسری جانب سماجی توازن بھی برقرار رہے گا۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو آئی ایم ایف اور حکومت پاکستان کے درمیان جاری بات چیت محض اعداد و شمار کا معاملہ نہیں بلکہ معاشی حکمت عملی کی تشکیل کا اہم مرحلہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فیصلے شفاف، مشاورت پر مبنی اور قومی مفاد کے مطابق ہوں تاکہ توانائی کا شعبہ پائیدار بنیادوں پر مستحکم ہو اور عوام کو بھی ریلیف میسر آ سکے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر

Top Stories — ٹاپ اسٹوریز

Consumer Watch

سنگلاخ پہاڑوں کے دامن میں جوانوں کی سخت ٹریننگ

PAGE 04

شبقدر، حکومتی رٹ ختم، منافع خوروں سرگرم من مانی قیمتیں مقرر

PAGE 09

سندھ اسمبلی کی میزبانی میں سی پی اے ایشیا و جنوبی مشرقی ایشیا ریجنل کانفرنس

PAGE 06

اردو مرکز بحرین کے زیر اہتمام عظیم الشان عالمی مشاعرہ بیادِ اجمل سراج

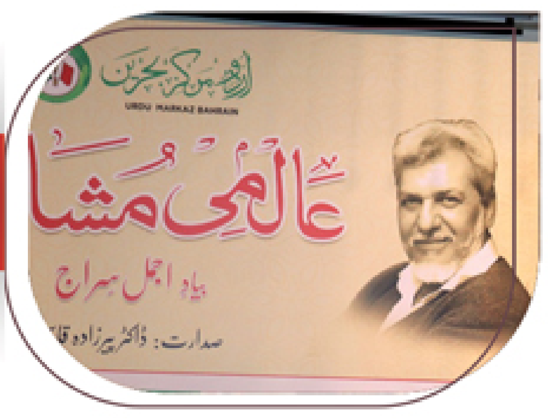

PAGE 11

بلوچستان پولیس نے سابق وزیر اعلیٰ، وزراء، ارکان اسمبلی سے اضافی گن مین واپس لے لیے

PAGE 08

ڈونلڈ ٹرمپ امریکا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے ذمہ دار؟؟

PAGE 12

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

جب ریاست، فورس اور عوام ایک صف میں کھڑے ہوں تو اندھیرا خود بخود چھٹ جاتا ہے

سنگلاخ پہاڑوں کے دامن میں جوانوں کی سخت ٹریننگ

میجر علی رضا نے پُرخلوص انداز میں استقبال کیا، برگیڈیئر ناظم سی او نے فرنٹیئر کور کے انسدادِ دہشت گردی میں کردار پر تفصیلی روشنی ڈالی

ضلع خیبر کے علاقے شاکس میں واقع ایف سی انسدادِ دہشت گردی ٹریننگ سینٹر کا آنکھوں دیکھا احوال پاکستان واچ کی اینکر پرسن کے قلم سے

رپورٹ: بینظیر مہدی

چھ بجے کی سخت سردی میں جب اسلام آباد کی سڑکیں پیچھے رہنے لگیں تو احساس ہوا کہ یہ سفر محض میلوں کا نہیں، کہانیوں اور قربانیوں کا بھی ہے۔ یہ وہ صبح تھی جس میں گاڑی کا رخ اسلام آباد سے پشاور کی جانب تھا۔ ڈھائی گھنٹوں کی مسافت کے بعد ہم پشاور سے چند میل آگے، ضلع خیبر کے علاقے شاکس میں واقع ایف سی انسدادِ دہشت گردی ٹریننگ سینٹر پہنچ چکے تھے—ایک ایسی جگہ جہاں خاموشی میں عزم بولتا ہے اور نظم میں طاقت پنہاں ہوتی ہے۔

دروازے پر میجر علی رضا کی پُرخلوص مسکراہٹ نے خوش آمدید کہا۔ ہم بریفنگ روم کی طرف بڑھے، جہاں برگیڈیئر ناظم سی او نے فرنٹیئر کور کے انسدادِ دہشت گردی میں کردار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ ان کے الفاظ میں ٹھہراؤ تھا اور تجربے کی گونج۔

''غیر روایتی جنگ''. یہ اصطلاح سنتے ہی میں نے سوال

کیا۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ ہر خطے کی زبان، روایات اور ثقافت جدا ہوتی ہے؛ ان نزاکتوں کو وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جو اسی مٹی میں پلا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خیبر پختونخوا جیسے خطے میں مقامی نوجوانوں کی بھرتی ترجیح بنتی ہے. تاکہ دہشت گردوں کی ہر حرکت پر مقامی سطح پر نظر رکھی جا سکے۔

انہوں نے انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز کی مثالیں دیں، اور جرگہ سسٹم کا ذکر کیا جہاں ایف سی اہلکار

عوام کے ساتھ بیٹھ کر انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ امن کی جنگ صرف بندوق سے نہیں، تعاون سے جیتی جاتی ہے۔ ''سیکیورٹی فورسز کے بعد سب سے اہم کردار آپ لوگوں کا ہے۔ سہولت کاری رک جائے تو مستقبل محفوظ ہو جائے''—یہ جملہ کمرے میں دیر تک گونجتا رہا۔

اس کے بعد ہم اسپیسفک زون تربیتی مرکز کی

جانب روانہ ہوئے۔ وہاں نوجوان جدید تقاضوں کے مطابق تربیت پا رہے تھے—وہ تربیت جو بدلتے ہوئے خطرات کا جواب ہے۔ بتایا گیا کہ افغانستان سے دراندازی اور خطے میں عدم استحکام کے تناظر میں، خاص طور پر طالبان کے ہاتھوں جدید اسلحے کے استعمال نے چیلنجز بڑھائے ہیں، جو ریاستہائے متحدہ کے انخلا کے بعد خطے میں پھیلا۔ اسی لیے تربیت میں عملی حکمتِ عملی، ٹیکنالوجی اور مقامی حساسیت—تینوں کو یکجا رکھا جاتا ہے۔

یہاں روزانہ کامیاب انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز کی بنیاد رکھی جاتی ہے، مگر اس عزم کے ساتھ کہ مقامی آبادی ہر صورت محفوظ رہے۔ میدان میں دوڑتے، پسینہ بہاتے نوجوانوں کو دیکھ کر دل خود بخود گواہی دیتا ہے کہ امن کوئی سستا تحفہ نہیں؛ یہ مسلسل محنت، ضبط اور قربانی کا حاصل ہے۔

واپسی پر سورج ڈھل رہا تھا، مگر ذہن میں ایک روشن سچ ابھر چکا تھا: امن کے چراغ وردی کی جیب میں نہیں، عوام کے دل میں جلتے ہیں۔

جب ریاست، فورس اور عوام ایک صف میں کھڑے ہوں تو اندھیرا خود بخود چھٹ جاتا ہے۔

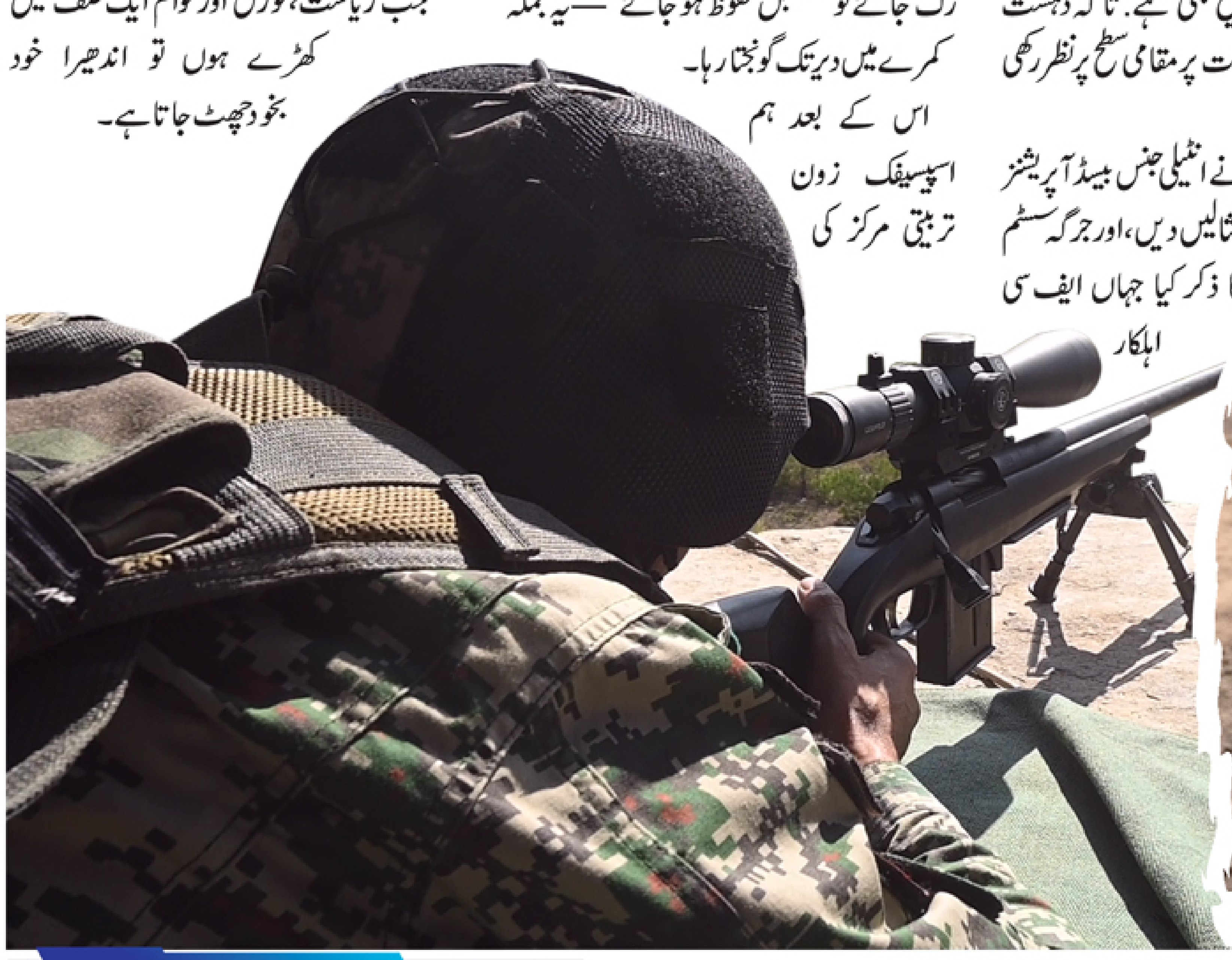

سندھ اسمبلی کی میزبانی میں سی پی اے ایشیا و جنوبی مشرقی ایشیا ریجنل کانفرنس

خصوصی رپورٹ

سندھ اسمبلی کی میزبانی میں ساتویں سی پی اے ایشیا ریجنل اور دوسری مشترکہ سی پی اے ایشیا و جنوبی مشرقی ایشیا ریجنل کانفرنس 2026 کے موقع پر پارلیمانی نظام، جمہوری اقدار اور جدید عالمی چیلنجز کے موضوع پر اہم سیشنز منعقد ہوئے۔ نجی ہوٹل میں منعقدہ کانفرنس کے دوسرے روز کے سیشنز میں متوازی (Parallel) بریک آٹ سیشنز، پلینری سیشنز اور اعلیٰ سطحی خطابات شامل تھے۔ پہلے سیشن کا عنوان پارلیمانی تعلیم: روزمرہ زندگی میں جمہوری اصولوں کو اپنانا، دوسرے سیشن کا عنوان پرامن اور ہم آہنگ معاشروں کے لیے پارلیمان کا کردار: جعلی خبروں، مصنوعی ذہانت اور غلط معلومات کا پھیلا، تیسرے سیشن کا عنوان بقا کے لیے قانون سازی: موسمیاتی تبدیلی اور متاثرہ طبقات، چوتھے سیشن کا عنوان پارلیمان کو مضبوط بنانا: پارلیمانی جوابدہی کے ذریعے ذمہ دار حکمرانی کو یقینی بنانا جبکہ دوسرے پلینری سیشن کا عنوان جنس، ٹیکنالوجی اور اعتماد: خواتین رہنماؤں کو آن لائن تشدد اور ڈیجیٹل ہراسانی سے تحفظ تھا۔ پارلیمانی تعلیم اور جمہوری اقدار کے فروغ سے متعلق سیشن کی نظامت رکن سندھ اسمبلی طحہ احمد خان نے کی، جبکہ سری لنکا کے ڈپٹی اسپیکر ڈاکٹر رضوی صالح، رکن قومی اسمبلی مہتاب اکبر راشدی، خواجہ اظہار الحسن، رکن قومی اسمبلی شمعون اشرف ہاشمی اور رکن پنجاب اسمبلی ذوالفقار علی شاہ سیشن کے پینلسٹ تھے۔ اسی دوران دوسرے سیشن میں جعلی خبروں، مصنوعی ذہانت اور غلط معلومات پر گفتگو کی گئی، جس کی نظامت رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر شرمیلا فاروقی نے کی۔ اس سیشن میں مالدیپ کے ڈپٹی اسپیکر احمد ناظم، سندھ کے سینئر صوبائی وزیر شرجیل انعام میمن، رکن بلوچستان اسمبلی فرح عظیم شاہ، رکن پنجاب اسمبلی سارہ احمد، رکن قومی اسمبلی بیرسٹر دانیال اور رکن خیبر پختونخوا اسمبلی آصف خان نے شرکت کی۔ مالدیپ کے ڈپٹی اسپیکر احمد ناظم نے کہا کہ مصنوعی ذہانت اور ڈیپ فیک نے انتخابات اور عوامی رائے کو متاثر کیا ہے۔ ٹیکنالوجی ایک اوزار ہے، خطرہ نہیں اور اس کے غلط استعمال کو روکنا پارلیمان کی ذمہ داری ہے۔ مالدیپ قانون سازی، شفافیت اور میڈیا نگرانی کے ذریعے جعلی معلومات اور ڈیجیٹل ہراسانی سے تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ سندھ کے سینئر وزیر شرجیل انعام میمن نے کہا کہ مصنوعی ذہانت اور ڈیپ فیک کے ذریعے تیار کیا گیا جعلی مواد عوامی رائے اور معاشرے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ حکومت اور وفاقی ادارے، جیسے ایف آئی اے، مواد کی نگرانی اور بروقت ردعمل کو یقینی بنا رہے ہیں، جبکہ صحافیوں کو صرف تصدیق شدہ خبریں شائع کرنی چاہئیں اور عوام میں شعور اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ پاکستان کے پارلیمانی سیکریٹری دانیال چوہدری نے کہا کہ مصنوعی ذہانت اور ڈیپ فیک عالمی سطح پر معلومات کی درستگی اور عوامی اعتماد کو متاثر کر رہے ہیں۔ پیکا ایکٹ کے تحت نگرانی اور آگاہی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ وزارتیں عالمی تعاون سے خودکار سافٹ ویئر تیار کر رہی ہیں تاکہ جعلی ویڈیوز کی نشاندہی اور جمہوریت کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔ پنجاب چائلڈ رائٹس اتھارٹی کی چیئرپرسن سارہ احمد نے کہا کہ موجودہ قوانین مصنوعی ذہانت اور آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے بچوں کو پہنچنے والے نقصانات سے بچانے کے لیے ناکافی ہیں۔ آن لائن گیمز، سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے جنسی استحصال اور معلومات کے غلط استعمال کا خطرہ بڑھ رہا ہے، جس کے لیے قانون میں ترامیم کے ذریعے مضبوط تحفظ کی ضرورت ہے۔ رکن بلوچستان اسمبلی فرح عظیم شاہ نے کہا کہ افواہیں، جعلی خبریں اور ڈیپ فیک عوامی اعتماد کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کا حل خوف یا سنسرشپ نہیں بلکہ شفاف، تصدیق شدہ اور بروقت معلومات کی فراہمی ہے۔ مقامی قیادت، سول سوسائٹی اور نوجوانوں کے ذریعے اعتماد قائم ہوتا ہے، جبکہ سیاسی قیادت کو ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا چاہیے۔ رکن خیبر پختونخوا اسمبلی آصف خان نے کہا کہ جعلی معلومات اور ڈیپ فیک کے خلاف سب سے موثر ہتھیار تعلیم اور شعور ہے۔ پیکا ایکٹ کے تحت تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ بروقت اور موثر ردعمل کے ذریعے نقصانات کو قابو میں کیا جا سکتا ہے۔ پارلیمان اور عوام کو فوری آگاہی دینا ضروری ہے۔ سوالات اور جوابات کے دوران سندھ اسمبلی کے اسپیکر سید اویس قادر شاہ نے کہا کہ پارلیمان کا بنیادی فریضہ قانون سازی ہے، تاہم نوجوانوں کو مصنوعی ذہانت اور ٹیکنالوجی کے غلط استعمال سے بچانے کے لیے تعلیم نہایت ضروری ہے۔ اسکولوں اور والدین، خاص طور پر ماں کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کو شعور اور تربیت فراہم کریں تاکہ انہیں مستقبل کے چیلنجز کے لیے تیار کیا جا سکے۔ دوسرے متوازی سیشن میں پارلیمانی احتساب اور ایگزیکٹو کو جوابدہ بنانے پر بحث کی گئی، سیشن کی صدارت رکن قومی اسمبلی سید نوید قمر نے کی، رکن سندھ اسمبلی سعدیہ جاوید نے تعارفی خطاب کیا، جبکہ سینئر سید مسرور احسن، رکن قومی اسمبلی محمد مبین عارف، رکن پنجاب اسمبلی سید علی حیدر گیلانی، احمد اقبال چوہدری اور رکن خیبر پختونخوا اسمبلی آصف خان نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سینئر سیاستدان سید نوید قمر نے کہا کہ پارلیمان کو مضبوط بنانا ایک بڑا چیلنج ہے۔ بجٹ اور آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے ذریعے حکومت کا احتساب ممکن ہے۔ ارکان کو اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے مالی اور پالیسی فیصلے شفاف اور جوابدہ انداز میں کرنے چاہئیں۔ احمد اقبال چوہدری نے کہا کہ پنجاب کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے مقامی آڈٹ اور 21 رپورٹس مکمل کر کے گزشتہ بیک لاگ ختم کیا ہے۔ کمیٹیوں کو کارکردگی اور پالیسی کی نگرانی کے لیے موثر اختیارات اور ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ سینیٹر مسرور احسن نے کہا کہ جمہوریت عوام کو طاقت اور حقوق فراہم کرتی ہے۔ 1973 کے آئین اور 18 ویں ترمیم کے ذریعے صدارتی اور مقامی اختیارات عوام کو منتقل کیے گئے۔ پارلیمان شفافیت اور جوابدہی کو مضبوط بنا کر عوام کو بااختیار بنانے کا اہم ذریعہ ہے۔ محمد مبین عارف نے کہا کہ پارلیمان عوامی فیصلوں کا مرکز ہے اور حکومت کی نگرانی کرتی ہے۔ فنانس بل پر پہلی بار کمیٹی میں شق وار بحث ہوئی اور 35 سے زائد ترامیم منظور کی گئیں۔ قانون سازی کے ساتھ ساتھ عملدرآمد، نگرانی اور صوبائی قوانین پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ سید علی حیدر گیلانی نے کہا کہ جمہوریت میں اعتماد بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (PAC) سرکاری احتساب کا بنیادی ادارہ ہے۔ رولز آف پروسیجر میں ترامیم کے بعد PAC کو قومی اسمبلی کے برابر اختیارات حاصل ہو گئے ہیں اور عوامی درخواستوں کو سنبھالنے کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔ مضبوط PAC شفافیت اور بہتر حکمرانی کے لیے ناگزیر ہے۔ موسمیاتی تبدیلی اور کمزور طبقات کے تحفظ سے متعلق سیشن منعقد ہوا، جس کی صدارت سینیٹر شیری رحمان نے کی۔ اس سیشن میں رکن قومی اسمبلی تمکین اختر نیازی، رکن

پنجاب اسمبلی سید ذوالفقار شاہ، رکن سندھ اسمبلی قاسم سومرو، رکن پنجاب اسمبلی محمد احمد خان لغاری اور دیگر نے شرکت کی۔ سینیٹر اور ماحولیاتی امور کی ماہر شیری رحمان نے موسمیاتی تبدیلی اور مستقبل کی پارلیمانوں کے موضوع پر سیشن کا آغاز کیا۔ انہوں نے کہا کہ ماحولیاتی تبدیلی اور ماحولیاتی تباہی عوام، حکومتوں اور ایشیا میں کمزور طبقات کو متاثر کر رہی ہے۔ پارلیمان کے اراکین کو اس فورم کو عوامی عمل کے موقع کے طور پر دیکھنا چاہیے اور رابطوں کے خلا کو ختم کرنا ضروری ہے۔ نوجوان مستقبل کے وارث ہیں جبکہ ماضی کی نسلوں نے بحران پیدا کیا۔ 2023 دنیا کا سب سے گرم ترین سال رہا اور سب سے زیادہ متاثر سماجی درجہ بندی کے نچلے طبقات ہوئے۔ پاکستان میں 2022 کے سیلاب اور کم کاربن فٹ پرنٹ رکھنے کے باوجود چھوٹے ایشیائی ممالک بھی شدید خطرے سے دوچار ہیں۔ پلینری سیشن میں خواتین رہنماؤں کے خلاف آن لائن تشدد، ڈیجیٹل ہراسانی اور جعلی خبروں پر ایک اہم سیشن منعقد ہوا۔ سیشن کی موڈریٹرز رکن سندھ اسمبلی سمیتا افضال سید اور ندا کھوڑو تھیں، جبکہ برطانیہ کی پروفیسر جین راسکو، رکن پنجاب اسمبلی اسما احتشام الحق، ڈاکٹر فوزیہ حمید، یو این ویمن کے نمائندے جمشید ایم قاضی، رکن قومی اسمبلی شازیہ مری اور سینیٹر فاروق ایچ نائیک نے اظہارِ خیال کیا۔ رکن سندھ اسمبلی سمیتا افضال سید نے جینڈر، ٹیکنالوجی اور اعتماد کے موضوع پر سیشن کی نظامت کی۔ سیشن میں خواتین رہنماؤں کے خلاف آن لائن تشدد، ڈیجیٹل ہراسانی اور غلط معلومات سے تحفظ پر تفصیلی بحث کی گئی۔ قانون سازی، میڈیا کی ذمہ داری اور ادارہ جاتی تعاون کے ذریعے محفوظ ڈیجیٹل ماحول قائم کرنے پر زور دیا گیا۔ پلینری سیشن میں پروفیسر جین راسکو نے کہا کہ خواتین رہنماؤں کو آن لائن تشدد، ہراسانی اور جعلی خبروں کا سامنا ہے۔ ثقافتی تبدیلی، آگاہی، تربیت اور مرد اراکین کی مشترکہ حمایت ضروری ہے۔ قانون سازی اور پالیسی اصلاحات کے ذریعے تحفظ اور معاون نیٹ ورکس قائم کیے جانے چاہئیں۔ پلینری سیشن میں رکن پنجاب اسمبلی اسما احتشام الحق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خواتین رہنماؤں کے خلاف آن لائن تشدد، ہراسانی، ڈیپ فیک اور جھوٹے الزامات محض صنفی بنیاد پر کیے جاتے ہیں۔ تحفظ اور مساوی مواقع انصاف کی بنیادی ضرورت ہیں۔ ہراسانی سے متعلق بل پنجاب اسمبلی میں جمع کرایا جا چکا ہے۔ پلینری سیشن میں یو این ویمن پاکستان کے نمائندے جمشید ایم قاضی نے کہا کہ خواتین رہنماؤں کے خلاف آن لائن تشدد ایک منظم اور منصوبہ بند ہتھیار بن چکا ہے۔ 70 فیصد خواتین اور انسانی حقوق کے کارکنان آن لائن ہراسانی کا شکار ہیں۔ ڈیپ فیک، جعلی مہمات اور مصنوعی ذہانت خطرات میں اضافہ کر رہے ہیں اور موثر قانون سازی ناگزیر ہے۔ پلینری سیشن میں کو۔ موڈریٹر ندا کھوڑو نے نظامت کی، جبکہ رکن قومی اسمبلی شازیہ مری نے کہا کہ ڈیجیٹل دنیا میں قانون سازی کا موثر جواب دینا لازم ہو چکا ہے۔ خواتین رہنما آن لائن ہراسانی، جھوٹے الزامات، منظّم بدنامی مہمات اور مصنوعی ذہانت پر مبنی مواد کا سامنا کر رہی ہیں۔ 2024 کے عام انتخابات کے دوران 84 کیسز میں خواتین کو نشانہ بنایا گیا۔ شازیہ مری نے کہا کہ آن لائن تشدد محض ورچوئل نہیں بلکہ اس کے ذاتی، سیاسی اور نہایت سنگین اثرات ہوتے ہیں اور انصاف کے حصول میں تاخیر اور مشکلات پیش آتی ہیں۔ رکن قومی اسمبلی تمکین اختر نیازی نے کہا کہ ماحولیاتی تبدیلی زندگی کو متاثر کر رہی ہے اور پانی کی قلت ایک سنگین مسئلہ بن چکی ہے۔ موثر قوانین، جدید ٹیکنالوجی اور عملی انتظام کے ذریعے پانی کے تحفظ اور پائیداری کو یقینی بنانا ضروری ہے اور عوام کو حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ سابق سینیٹر اور وفاقی وزیر فاروق ایچ نائیک نے کہا کہ ٹیکنالوجی خواتین رہنماؤں کے لیے آواز مضبوط کرنے، قیادت کے مواقع پیدا کرنے، شفافیت، بہتر سروس ڈیلیوری اور عوامی شمولیت کے لیے مفید ہے، تاہم اسی ٹیکنالوجی کو غلط معلومات، منظّم جھوٹ اور ڈیجیٹل ہراسانی کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ آئین کا آرٹیکل 9 بنیادی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ اس سیشن کے اختتام پر سندھ اسمبلی کے اسپیکر سید اویس قادر شاہ اور وزیر داخلہ ضیا الحسن لنجار کی جانب سے خواتین رہنماؤں اور ماہرین کو شیلڈز پیش کی گئیں۔ شیلڈ حاصل کرنے والوں میں جین راسکو، اسما احتشام الحق، جمشید ایم قاضی، ڈاکٹر فوزیہ حمید، شازیہ مری، سینیٹر فاروق ایچ نائیک، سمیتا افضل سید اور ندا کھوڑو شامل ہیں۔

گندم کے اجرا میں رکاوٹ ڈالنے والے عناصر کیخلاف کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے، صوبائی وزیر خوراک

صوبائی وزیر خوراک وچیئرمین بلوچستان فوڈ اتھارٹی حاجی نور محمد دمڑ نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت بلوچستان میں گندم کی دستیابی، شفاف تقسیم اور سرکاری وسائل کے تحفظ کو انتہائی سنجیدگی، بھرپور ذمہ داری اور مضبوط حکمتِ عملی کے تحت یقینی بنارہی ہے، گندم کے ذخائر، ان کے معیار اور فروخت کے نرخوں کے تعین میں شفافیت، مارکیٹ کی زمینی حقیقت اور عوامی مفاد کو ہر صورت مقدم رکھا گیا ہے یہ بات انہوں نے ژوب میں ذخیرہ شدہ گندم کی صورتحال، فروخت کی قیمتوں پر نظر ثانی اور محکمانہ کارکردگی سے متعلق دی گئی تفصیلی بریفنگ کے موقع پر کہی اس موقع پر سیکرٹری بلوچستان فوڈ اتھارٹی ارشد بگٹی، ڈائریکٹر جنرل بلوچستان فوڈ اتھارٹی حبیب اللہ موسیٰ خیل اور صوبائی وزیر خوراک کے پرسنل سیکرٹری موسیٰ کاکڑ بھی موجود تھے بریفنگ کے دوران صوبائی وزیر خوراک کو بتایا گیا کہ گندم کے نرخوں کا تعین مکمل طور پر تحریری مارکیٹ آفرز کی بنیاد پر کیا گیا ہے جس میں نہ کسی کمیٹی اور نہ ہی کسی محکمے کی جانب سے کوئی من پسند یا غیر شفاف سفارش شامل ہے صوبائی وزیر خوراک نے بتایا کہ گندم کے اجرا اور نگرانی کے لیے تشکیل دی گئی کمیٹی کے امور میں رکاوٹ ڈالنے، سرکاری احکامات کی عدم تعمیل اور انتظامی غفلت کے مرتکب عناصر کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی گئی ہے کیونکہ گندم جیسے حساس غذائی ذخائر کی حفاظت اور بروقت اجرا محکمہ خوراک کی ہر سطح پر اجتماعی ذمہ داری ہے، جس میں کسی قسم کی کوتاہی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی حاجی نور محمد دمڑ نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ صوبائی حکومت بلوچستان میں غذائی تحفظ، شفاف گورننس اور عوامی مفاد کے تحفظ کے لیے تمام فیصلے حقائق، شواہد اور قانونی تقاضوں کی روشنی میں کرے گی، اور اس ضمن میں کسی بھی دباؤ یا مصلحت کو خاطر میں نہیں لایا جائے گا آخر میں صوبائی وزیر خوراک نے سیکرٹری خوراک کو ہدایت کی کہ محکمہ خوراک میں خالی آسامیوں کی باقاعدہ تشہیر کی جائے اور شفاف میرٹ کی بنیاد پر بھرتیوں کے عمل کو یقینی بنایا جائے۔

بلوچستان پولیس نے سابق وزیر اعلیٰ، وزراء، ارکان اسمبلی سے اضافی گن مین واپس لے لیے

بلوچستان پولیس نے سابق وزیر اعلیٰ، وزراء، ارکان اسمبلی سے اضافی گین مین واپس لے لیے۔ بلوچستان پولیس کے اعلامیے کے مطابق صوبے میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے پولیس کی نفری کو پورا کرنے کے لیے پارلیمنٹرینز سے اضافی سیکورٹی واپس لینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اعلامیے کے مطابق سابق وزیر میر علی حسن زہری سے 10، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری سے 1، سابق وزیر داخلہ میر ضیاء اللہ لانگو سے 13 اہلکار اور ایک گاڑی، رکن اسمبلی محمد صادق سنجرانی سے 12 گن مین، رکن اسمبلی نواب جنگیز مری سے 34، سابق نگراں وزیر اعلیٰ علی مردان ڈومکی سے 3 بی سی اہلکار، سابق صوبائی وزیر سید احسان شاہ سے 5 پولیس اہلکار بطور گن مین واپس لے لئے گئے ہیں۔ اعلامیے میں ہدایت کی گئی ہے کہ گن مینوں کی واپسی کی رپورٹ 6 فروری تک جمع کروائی جائے۔

انٹرنیشنل سیاست میں ابھرتے ہوئے چیلنجوں کیساتھ خطے کا منظر نامہ پیچیدہ بنتا جارہا ہے، گورنر بلوچستان

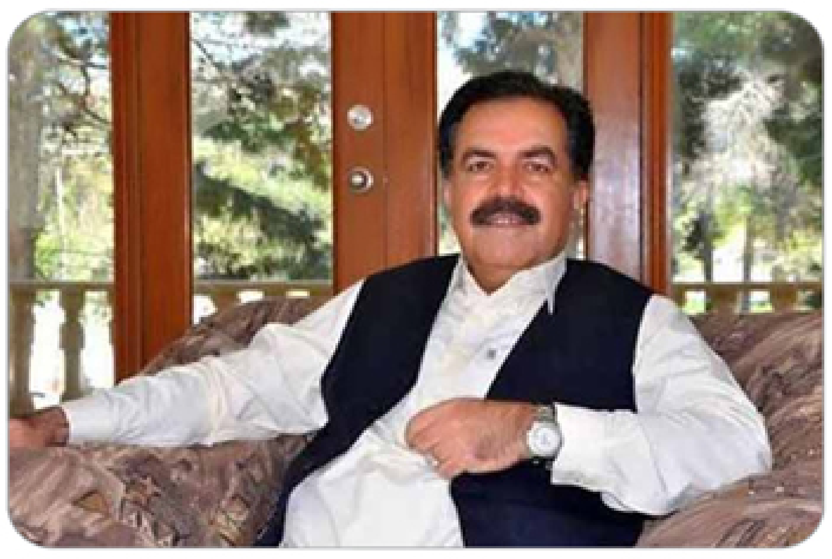

گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل نے کہا ہے کہ انٹرنیشنل سیاست میں پل پل بدلتے حالات اور ابھرتے ہوئے چیلنجوں کے ساتھ پورے خطے کا منظر نامہ پیچیدہ بنتا جارہا ہے جن میں اپنے قومی اہداف اور مفادات کے حصول کیلئے جامع اسٹریٹجی وضع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس ضمن میں پاکستان تمام عالمی اصولوں کا احترام کرتے ہوئے بین الاقوامی شراکت داروں کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ اپنے جغرافیائی محل وقوع اور ملنسار افرادی قوت کا فائدہ اٹھا کر ہم خطے میں معاشی ترقی اور سیاسی استحکام کو آگے بڑھائیں گے۔ گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل نے کہا کہ ہم ایک ایسا مستقبل چاہتے ہیں جہاں پاکستان ایک باعزت، محفوظ اور خوشحال ملک ہو، جو خطے میں دیرپا امن اور باہمی تعاون کو فروغ دیتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ خوشگوار اقتصادی تعلقات قائم کرنے کے خواہاں ہے۔ گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل نے کہا کہ پاکستان اور بلوچستان میں سرمایہ کاری کے منافع بخش مواقع موجود ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ قومی اور بین الاقوامی سرمایہ کاران دستیاب مواقعوں سے استفادہ کریں۔

شہدا ہمارے ماتھے کا جھومر ہیں اور ان کی عظیم قربانیاں ہرگز رائیگاں نہیں جائیں گی، صوبائی وزیر حاجی علی مدد جتک

پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما وصوبائی وزیر حاجی علی مدد جتک نے اسلام آباد میں ہونے والے دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے ایک بزدلانہ اور انسانیت سوز کارروائی قرار دیا ہے۔ اپنے جاری کردہ بیان میں انہوں نے کہا کہ دہشتگردی کے اس افسوسناک واقعے میں معصوم انسانی جانوں کا ضیاع انتہائی قابلِ مذمت اور ناقابلِ برداشت ہے۔ صوبائی وزیر حاجی علی مدد جتک نے کہا کہ دہشتگردی ملک وقوم کے خلاف ایک سنگین سازش ہے، مگر قوم کے عزم اور سکیورٹی فورسز کی قربانیوں کے باعث دہشتگردی کے ناسور کو جلد پاک سرزمین سے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ شہدا ہمارے ماتھے کا جھومر ہیں اور ان کی عظیم قربانیاں ہرگز رائیگاں نہیں جائیں گی۔ حاجی علی مدد جتک نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ ہماری بہادر افواج اور سکیورٹی ادارے دہشتگردی میں ملوث عناصر کو جلد اپنے منطقی انجام تک پہنچائیں گے اور ملک میں امن وامان کو ہر صورت یقینی بنایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ دکھ اور مشکل کی اس گھڑی میں وہ اور پوری قوم شہدا کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ان کے صبر وحوصلے کو سلام پیش کرتے ہیں۔ صوبائی وزیر نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس افسوسناک واقعے میں شہید ہونے والوں کے درجات بلند فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور زخمیوں کو جلد مکمل صحتیابی نصیب فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ پوری قوم دہشتگردی کے خلاف متحد ہے اور ملک کے امن کو خراب کرنے کی ہر سازش ناکام بنائی جائے گی۔

دہشت گرد عناصر ملک کے امن واستحکام کو سبوتاژ نہیں کرسکتے پوری قوم متحد ہے، سردار یعقوب خان ناصر

مسلم لیگ ن کے مرکزی رہنما ورکن قومی اسمبلی سردار یعقوب خان ناصر نے ترلائی اسلام آباد امام بارگاہ دھماکے میں خوکش حملے میں قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ نمازِ جمعہ کے دوران معصوم نمازیوں کو نشانہ بنانا بدترین دہشت گردی اور انسانیت کے خلاف جرم ہے شہداء کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کے لیے دعا گو ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گرد عناصر ملک کے امن واستحکام کو سبوتاژ نہیں کرسکتے پوری قوم متحد ہے، انہوں نے کہا کہ حملہ ایک ایسے وقت میں کیا گیا جب ازبکستان اور قازقستان کے صدور اسلام اباد کے دورے پر ہیں بھارت اور افغان طالبان رجیم کے ملی بھگت سے یہ دہشت گردی کرائی گئی لیکن قوم اور افواج پاکستان ایک پیج پر ہیں پاکستان دہشت گردی کے اگے کبھی نہیں جھکے گا بلکہ ہم بہادری کے ساتھ اس ناسور کا مقابلہ کرینگے ملک اس وقت ترقی کے منازل طے کر رہا ہے لیکن بھارت ہمیں ہر وقت نقصان پہنچانے کے در پر ہوتا ہے افغان رجیم اور بھارتی گڈ جوڑ کو شکست فاش دینے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔

شبقدر، حکومتی رِٹ ختم، منافع خوروں سرگرم، من مانی قیمتیں مقرر، سرکاری نرخنامے غائب، انتظامیہ خاموش تماشائی بن گئی

تحصیل شبقدر میں حکومتی رِٹ ختم، منافع خوروں سرگرم ہوگئے، من مانی قیمتیں مقرر، سرکاری نرخنامے غائب کردیئے گئے جبکہ انتظامیہ خاموش تماشائی بن گئی۔تفصیلات کے مطابق شبقدر بازار میں گوشت، چکن، قیمہ، دودھ، آٹا، گھی اور دیگر بنیادی اشیائے خورونوش سرکاری نرخوں کے برعکس من مانے داموں فروخت ہو رہی ہیں۔ بیشتر دکانوں پر سرکاری ریٹ لسٹ آویزاں نہیں، اور قصاب بلاخوف و خطر بڑے گوشت کی قیمت 1100 روپے فی کلو جبکہ گائے اور بھینس کے کم عمر جانوروں کا گوشت 1500 روپے فی کلو تک وصول کر رہے ہیں، جو براہِ راست قانون اور انتظامیہ کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔علاقہ مکینوں کے مطابق ناقص اور غیر معیاری آٹا 2900 روپے میں فروخت کیا جارہاہے، ملاوٹ شدہ اور مضرِ صحت دودھ 250 روپے فی لیٹر میں دھڑلے سے بیچا جارہاہے، جبکہ گھی اور دیگر اشیا کی قیمتوں میں خود ساختہ اضافہ کر کے غریب اور متوسط طبقے کی کمر توڑ دی گئی ہے۔شہریوں کا کہنا ہے کہ اگر حکومت واقعی موجود ہے تو پھر بازار میں قانون کہاں ہے؟۔انتہائی سنگین پہلو یہ ہے کہ مہنگائی کنٹرول کرنے کے لیے تعینات ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر، پرائس کنٹرول کمیٹی، ٹی ایم اے اور پولیس انتظامیہ کے افسران بازار میں موجود ہونے کے باوجود کارروائی سے گریزاں ہیں۔ سوال یہ نہیں کہ خلاف ورزیاں ہورہی ہیں، اصل سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کس کی مرضی اور کس کی سرپرستی میں ہورہا ہے؟شہری حلقوں میں یہ تاثر تیزی سے مضبوط ہورہا ہے کہ ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر کی نگرانی میں ہونے والے پرائس کنٹرول آپریشنز محض کاغذی کارروائی اور خانہ پری تک محدود ہیں۔اگر افسران فیلڈ میں موجود ہونے کے باوجود نرخوں پر عملدرآمد نہیں کرا پارہے تو ان کی کارکردگی اور نیت دونوں سوالیہ نشان بن چکی ہیں۔عوامی حلقوں نے کہا کہ شبقدر بازار میں جاری یہ صورتحال مہنگائی نہیں بلکہ عوام کے خلاف کھلی معاشی جنگ ہے، جس میں ریاستی اداروں کی خاموشی نے منافع خوروں کو کھلی چھوٹ دے دی ہے۔عوام کا صبر جواب دے رہا ہے اور کسی بھی وقت ردِعمل کا خدشہ پیدا ہوچکا ہے۔اہل علاقہ نے وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا، چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا اور کمشنر پشاور سے فوری نوٹس لینے، ذمہ دار افسران سے جواب طلب کرنے، پرائس کنٹرول کمیٹی اور متعلقہ محکموں کی کارکردگی کا سخت احتساب کرنے اور من مانے دام وصول کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز اور فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے، تاکہ ریاستی رِٹ بحال ہو اور عوام کو حقیقی ریلیف مل سکے۔

ایس ڈی پی او رسالپور کی افسران کو علاقہ عمائدین کیساتھ قریبی رابطے استوار، عوام کو تحفظ کا احساس دلانے کی ہدایت

نوشہرہ (این این آئی) ایس ڈی پی او رسالپور سرکل اختر نصیر خان نے کہا ہے کہ علاقہ عمائدین کیساتھ قریبی رابطے استوار کر کے کمیونٹی پولیسنگ کو فروغ، علاقہ میں پولیس کی موجودگی سے عوام کو تحفظ کا احساس دلایا جائے۔ تفصیلات کے مطابق ضلعی پولیس سربراہ احمد شاہ کی ہدایات پر، اختر نصیر خان ایس ڈی پی او رسالپور سرکل نے نئے تھانہ خویشگی کے نوتعینات، ایس ایچ او محرر، بیٹ افسران، انوسٹی گیشن افسران کے ساتھ اپنے آفس میں میٹنگ کا انعقاد کیا، انھوں شرکا میٹنگ سے کہا کہ کمیونٹی پولیسنگ کو فروغ دیکر علاقہ عمائدین، علما کرام، تاجر برادری کے ساتھ قریبی رابطے استوار رکھیں، تھانے کا ریکارڈ جلد از جلد مکمل کریں، تھانے کی سکیورٹی، صفائی، پولیس اہلکاروں کی رہائش کا خاطر خواہ انتظامات عمل میں لائیں، ساتھ ہی ساتھ ڈی آر سی ممبران، پی ایل سی ممبران کیلئے علاقہ میں صاف شفاف کردار کے مالک شخصیات کا انتخاب کریں تاکہ پولیس کیلئے نیک نامی کا سبب بنیں۔انہوں نے کہا کہ سماجی برائیوں جیسے ہوائی فائرنگ، قماربازی، سود، انڈر پلے، منشیات فروشی کرنے والو کے خلاف کارروائیوں میں تیزی لائیں، عادی جرائم پیشہ افراد کی فہرست ہائے مرتب کریں، قتل قتال جیسے واقعات سے بچنے کیلئے وسیع پیمانے پر کاروائی انسدادی عمل میں لائیں، علاقہ میں پولیس کی موجودگی سے عوام کو تحفظ کا احساس دلائیں۔

رمضان المبارک، ڈپٹی کمشنر باجوڑ کی زیرصدارت اجلاس، پلان کو حتمی شکل دیدی گئی

ڈپٹی کمشنر باجوڑ کی زیرصدارت رمضان المبارک کی تیاریوں کے حوالے سے اجلاس ہوا جس میں پلان تشکیل دے دیا گیا۔ڈپٹی کمشنر باجوڑ شاہد علی خان نے ضلعی انتظامیہ، پولیس لائیوسٹاک زراعت تحصیل میونسپل اتھارٹیز اور دیگر متعلقہ محکموں کے افسران کے ساتھ ایک تفصیلی اجلاس منعقد کیا تاکہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کی تیاریوں کا جائزہ لیا جاسکے۔ڈپٹی کمشنر باجوڑ نے صوبائی حکومت کی ہدایات کے مطابق رمضان المبارک کے دوران عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کرنے کے لیے درج ذیل اہم فیصلے کیے۔پھلوں اور سبزیوں کی روزانہ نیلامی اسسٹنٹ کمشنرز اور محکمہ زراعت کے افسران کی نگرانی میں ہوگی۔دستخط شدہ سرکاری نرخ نامہ جاری کیا جائے گا۔اور انہیں تاجروں کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر عوامی آگاہی کے لیے شیئر کیا جائے گا۔اس کے علاوہ دیگر اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کے تعین کے لیے جلد ہی خصوصی اجلاس منعقد کیا جائے گا۔تمام بڑے بازاروں میں خصوصی پرائس ڈیسک قائم کیے جائیں گے جہاں عوام شکایات درج کراسکیں گے اور خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔کمرشل مارکیٹوں اور ضلع کے داخلی راستوں پر ٹیمیں تعینات ہوں گی تاکہ ذخیرہ اندوزی کی نشاندہی کی جاسکے۔ذخیرہ سامان ضبط اور نیلام کیا جائے گا جبکہ کاروبار سیل اور مالک گرفتار کیا جائے گا۔ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اسپتال خار میں رمضان دسترخوان قائم کیا جائے گا تاکہ غریب اور مستحق افراد کو افطاری فراہم کی جاسکے۔دودھ میں ملاوٹ روکنے کے لیے لائیو اسٹاک ٹیمیں روزانہ کی بنیاد پر مختلف بازاروں میں چیکنگ کریں گے۔روزانہ انسداد تجاوزات مہم چلائی جائے گی تاکہ راستے اور فٹ پاتھ صاف رہیں اور پیدل چلنے والوں کو تکلیف سے بچایا جاسکے۔ٹریفک پولیس خصوصی ٹریفک پلان جاری کرے گی تاکہ ٹریفک کی روانی برقرار رہے اور رش سے بچا جاسکے۔بڑے بازاروں اور رش والے مقامات پر اضافی پولیس اہلکار تعینات کیے جائیں گے۔تراویح کے دوران تمام بڑے مساجد میں سیکیورٹی عملہ موجود ہوگا تاکہ عوام کی حفاظت یقینی بنائی جاسکے۔رمضان المبارک کے دوران تمام متعلقہ افسران ہفتہ وار تعطیلات میں بھی اپنے اسٹیشن پر موجود رہیں گے تاکہ صوبائی حکومت کی ہدایات پر سختی سے عمل درآمد یقینی بنایا جاسکے۔

نوازشریف، مریم نوازشریف سے ایرانی سفیر کی ملاقات، دوطرفہ تعلقات مزید مضبوط بنانے پر اتفاق

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر محمد نوازشریف اور وزیراعلیٰ پنجاب مریم نوازشریف سے اسلامیہ جمہوریہ ایران کے سفیر ڈاکٹر رضا امیری مقدم نے ملاقات کی، وزیراعلیٰ نے ایرانی سفیر کا خیر مقدم کیا۔ ملاقات میں پاک ایران دوطرفہ تعلقات، تجارت، توانائی، سرمایہ کاری اور خطے کی مجموعی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا، دونوں رہنماؤں نے پاکستان اور ایران کے تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کے عزم کا اعادہ کیا۔ وزیراعلیٰ مریم نوازشریف نے ایرانی سرمایہ کاروں کو پاکستان میں بالخصوص زراعت، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور سیاحت کے شعبوں میں سرمایہ کاری کی دعوت دی اور اقتصادی وسماجی تعلقات کو فروغ دینے کے عزم کا اظہار کیا۔ ایرانی سفیر ڈاکٹر رضا امیری مقدم نے تعاون پر وزیراعظم پاکستان محمد شہباز شریف اور نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ محمد اسحاق ڈار کا شکریہ ادا کیا۔ محمد نوازشریف نے اس موقع پر کہا کہ اگر مذاکرات کا دروازہ فراخ دلی سے کھلا رکھا جائے تو بات چیت کے ذریعے بڑے سے بڑے مسائل حل کیے جا سکتے ہیں، ایران نے جواں مردی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اور ایران کے لیے ان کے دل میں بے شمار دعائیں اور نیک خواہشات ہیں، ایرانی عوام ہمیشہ ان کی دعاؤں کا حصہ رہے ہیں۔ ایرانی سفیر ڈاکٹر رضا امیری مقدم نے محمد نوازشریف کو عالم اسلام کا اہم اور عظیم لیڈر قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور ایران دو جسم اور ایک روح کی مانند ہیں، عالم اسلام کی قیادت اور پاک ایران تعلقات کے فروغ کے لیے محمد نواز شریف جیسے رہنما کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایرانی قوم محمد نوازشریف کی صحت اور حفاظت کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتی ہے، وہ خطے کی صورتحال سے محمد نوازشریف کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ پاکستان خطے کا بڑا ملک ہے اور معاملات پر مل کر بات کرنے سے دلی سکون محسوس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر رضا امیری مقدم نے کہا کہ ایرانی عوام محمد نوازشریف کو پاکستان کی حفاظت کرنے والا ستون سمجھتے ہیں اور پاکستان و ایران ایک خطہ، ایک برادری اور ایک قوم کی مانند ہیں، دونوں ممالک کے باہمی تعلقات میں گہرائی پائی جاتی ہے۔ ایرانی سفیر نے فارسی زبان اور ایرانی طلبہ سے متعلق امور حل کرانے پر وزیراعلیٰ مریم نوازشریف کا تہہ دل سے شکریہ بھی ادا کیا۔

بھارتی دہشتگردی خطے کے امن واستحکام کیلئے خطرہ بن چکی، قاضی عبدالودود

جمعیت علما اسلام (ف) کے رہنماء قاضی عبدالودود نے کہا ہے کہ بھارتی دہشتگردی خطے کے امن واستحکام کے لئے خطرہ بن چکی، اقوامِ متحدہ کی قراردادیں کشمیری عوام کو ان کا بنیادی حق، حقِ خودارادیت، فراہم کرنے کی ذمہ دار ہیں، مسئلہ کشمیر کا حل خطے میں پائیدار امن کی ضمانت ہے اور اس کے بغیر جنوبی ایشیا میں استحکام ممکن نہیں۔ اپنے جاری بیان میں انہوں نے کہا کہ کشمیری عوام کئی دہائیوں سے اپنی آزادی اور حقِ خودارادیت کے لیے بے مثال قربانیاں دے رہے ہیں، جنہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ انہوں نے واضح کیا کہ ظلم، جبر اور تشدد کے باوجود کشمیری عوام کا حوصلہ آج بھی بلند ہے جمعیت علما اسلام (ف) اور پاکستانی قوم کشمیری عوام کو تنہا نہیں چھوڑے گی اور ان کے ساتھ ہر محاذ پر کھڑی ہے۔

چکن، مٹن اور بیف کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ

رنگوں اور خوشیوں کے تہوار بسنت کے موقع پر مزیدار پکوانوں کے لیے چکن، مٹن اور بیف کی خریداری عام شہری کے بجٹ سے باہر ہوگئی حکومت نے چکن کی کنٹرول قیمت 526 روپے فی کلو مقرر کی ہے لیکن بسنت کے دنوں میں مارکیٹ میں چکن، مٹن اور بیف کی قیمتیں مکمل طور پر قابو سے باہر ہوگئی ہیں۔ شہریوں کے مطابق قصاب کی دکانوں اور سپر اسٹورز پر مٹن 2800 سے 3200 روپے فی کلو اور گائے کا گوشت 1200 سے 1400 روپے فی کلو فروخت ہو رہا ہے جو عام خریدار کی پہنچ سے باہر ہے۔ سپر سٹورز پر ڈی سی کے کاؤنٹر پر غیر معیاری مٹن، پھل اور سبزیاں بھی رکھی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے معیار اور قیمت دونوں کے حوالے سے عوام میں شدید عدم اطمینان پایا جا رہا ہےشہریوں نے ڈی سی فیصل آباد اور حکومت پنجاب سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ مٹن اور بیف کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو کنٹرول کیا جائے اور عوام کو معیاری گوشت مناسب نرخوں پر فراہم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں شہریوں کا کہنا ہے کہ بسنت کے موقع پر نہ صرف پتنگیں اور ڈوریں مہنگی ہوئی بلکہ روزمرہ کی اشیائے خورد ونوش بھی مہنگائی کا شکار ہیں جس سے تہوار کی خوشیاں بھی متاثر ہوئیں۔

رمضان المبارک کی آمد، فیصل آباد میں سبزیوں اور پھلوں کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی فیصل آباد میں سبزیوں پھلوں کی قیمتیں آسمانوں کو چھونے لگی شہر اور گردونواح میں اشیاء خردونوش کی قیمتوں میں خود ساختہ بے پناہ اضافہ دیہاڑی دار طبقہ مہنگائی کی چکی میں پس کر رہ گیا۔ ذرائع کے مطابق فیصل آباد پرائس کنٹرول مجسٹریٹ خود ساختہ مہنگائی پر قابو پانے میں ناکام ہو چکے ہیں آٹا گھی دال مصالحہ جات فروٹ سبزی سب کچھ دکاندار حضرات اپنے من پسند ریٹ پر فروخت کرنے لگے لیکن پرائس کنٹرول مجسٹریٹس کو کوئی پرواہ ہی نہیں فیصل آباد شہر سمیت گردونواح میں ریٹ لسٹ پر ایک فیصد بھی عمل نہیں ہو رہا لیکن اس کے برعکس سب کچھ الٹا ہو رہا ہے ریڑی بان سے لے کر بڑے چھوٹے دکانداروں نے عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے فیصل آباد شہر بھر میں خود ساختہ مہنگائی کی سب سے بڑی وجہ پرائس کنٹرول مجسٹریٹس کی نااہلی ہے اگر پرائس کنٹرول مجسٹریٹس اپنی محنت اور ایمانداری ادا کرے تو یقیناً خود ساختہ مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے شہریوں نے وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز اور اسسٹنٹ کمشنر فیصل آباد سے مطالبہ کیا ہے کہ شہر اور گردونواح میں خود ساختہ مہنگائی کرنے والے دکانداروں کے خلاف کریک ڈاؤن کیا جائے

شجرِ حیات کے سائے میں

اردو مرکز بحرین کے زیرِ اہتمام عظیم الشان عالمی مشاعرہ بیادِ اجمل سراج

رپورٹ: خرم اقبال عباسی

بحرین کا شجرِ حیات ایک غیر معمولی قدرتی عجوبہ ہے جس نے صدیوں سے لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر رکھی ہے۔ یہ درخت بحرین کے وسیع اور بے آب وگیاہ صحرائی علاقے میں تنِ تنہا کھڑا ہے، جہاں نہ پانی کا کوئی واضح ذریعہ موجود ہے اور نہ ہی کوئی دوسری نباتات۔ ماہرینِ نباتات آج تک اس راز کو پوری طرح نہیں سمجھ سکے کہ یہ درخت چار سو برس سے زائد عرصے سے کس طرح زندہ اور سرسبز ہے۔ بعض کے نزدیک یہ زمین کی گہرائیوں سے یا ہوا سے نمی جذب کر کے حیات پاتا ہے، جبکہ کچھ اسے قدرت کا ایک خاموش معجزہ سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ شجرِ حیات زندگی کی قوت، استقلال اور مصائب کے باوجود بقا کی ایک روشن علامت ہے، اس بات کی دلیل کہ قدرت اپنے راستے خود بنالیتی ہے۔

اجمل سراج بھی شجرِ حیات کی مانند اس جہانِ فانی سے رخصت ہو کر ہمیں سرسبز یادیں اور شاداب کلام عطا کر گئے ہیں، ایسا کلام جو آنے والی نسلوں تک پہنچنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اردو کے معروف اور محبوب شاعر اجمل سراج اپنی شخصیت اور شاعری میں ایک مکمل استعارہ تھے۔ ان کا یہ شعر ان کی فکر اور انسان دوستی کا خوبصورت عکاس ہے:

میں وہ درخت ہوں، کھاتا ہے جو بھی پھل میرے
ضرور مجھ سے یہ کہتا ہے، ساتھ چل میرے

یہ شعر محض ایک تخلیق نہیں بلکہ ایک رویّہ ہے، سایہ دینے، ثمر بانٹنے اور زندگی کے سفر میں ساتھ چلنے کا رویّہ۔ جیسے شجرِ حیات صحراؤں میں امید کی علامت ہے، ویسے ہی اجمل سراج اپنی شاعری اور رفاقت کے ذریعے دلوں میں حیات اور یقین کے چراغ روشن کرتے رہے۔

اسی ادبی روایت کے تسلسل میں اردو مرکز بحرین کے زیرِ اہتمام ایک عظیم الشان عالمی مشاعرہ بیادِ اجمل سراج منعقد کیا گیا، جو محض ایک یادگاری تقریب نہیں بلکہ محبت، رفاقت اور شعری تسلسل کا بھرپور اظہار تھا۔ اس عالمی مشاعرے کی صدارت معروف شاعر اور ماہرِ تعلیم پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم نے فرمائی، جن کی موجودگی نے محفل کو فکری وقار اور علمی سنجیدگی عطا کی۔

اس مشاعرے کی نظامت پاکستان سے آئے نوجوان شاعر اور اجمل سراج کے فرزند عبدُالرحمٰن مومن نے نہایت خوبصورتی، محبت اور وقار کے ساتھ انجام دی۔ یہ نظامت محض ایک ذمہ داری نہیں بلکہ ایک بیٹے کی جانب سے اپنے والد کی ادبی وراثت کو احترام اور احساس کے ساتھ آگے بڑھانے کی علامت تھی۔ ان کی آواز میں عقیدت کی نرمی، ضبط کی تہہ میں چھپا درد اور ایک خاموش فخر نمایاں تھا، جس نے محفل کو ایک خاص روحانی کیفیت عطا کی۔

اس عالمی مشاعرے کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس کے مہمانِ خصوصی عزت مآب سفیرِ پاکستان ثاقب رؤف تھے، جو ابتدا سے اختتام تک مشاعرے میں شریک رہے۔ وہ محض موجود ہی نہیں تھے بلکہ پورے انہماک کے ساتھ شعراے کرام کا کلام سنتے رہے اور دل کھول کر داد بھی دیتے رہے۔ ہال میں موجود سامعینِ کرام، جو بڑی تعداد میں پاکستانی کمیونٹی سے وابستہ تھے، کی موجودگی میں ان کی شرکت دراصل پاکستان کی نمائندگی اور ادبی سرپرستی کی ایک حسین مثال تھی، جس نے اس مشاعرے کو یقیناً ایک نمایاں وقار اور اعتبار عطا کیا۔ عزت مآب سفیرِ پاکستان نے اس کامیاب اور باوقار ادبی اجتماع پر اپنے تحسینی خیالات کا بھی اظہار کیا۔ سفارت خانہ پاکستان، بحرین کے علی حیدر کی بھرپور معاونت سے اس مشاعرے کا انعقاد ممکن ہوا، جبکہ ان کی شرکت نے بھی اس ادبی اجتماع کی اہمیت میں مزید اضافہ کیا۔

مشاعرے کی ایک اور خاص بات یہ بھی تھی کہ بحرین کے ممتاز سماجی اور کاروباری حضرات نے نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ آخر تک محفل میں موجود رہ کر ادب سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیا۔ ان میں سرفہرست شیخ ساجد تھے، جبکہ عادل وسیم، افضل بھٹی اور عزیز ہاشمی، جو بحرین میں ایک سنجیدہ اور بہترین سامع کے طور پر جانے جاتے ہیں، نے بھی خصوصی شرکت فرمائی۔ ان معزز شخصیات کی موجودگی نے اس ادبی اجتماع کو ایک ہمہ جہت اور یادگار صورت عطا کی۔

مشاعرے کا باقاعدہ آغاز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام سے ہوا، جس کے بعد نعتِ رسولِ مقبول پیش کی گئی۔ اس سعادت کا شرف شیراز احمد کو حاصل ہوا، جن کی پُرسوز آواز نے محفل کو ابتدا ہی میں روحانی فضا سے معمور کر دیا اور سامعین کے دلوں کو عقیدت واحترام کے جذبات سے سرشار کر دیا۔

مشاعرے کا باضابطہ آغاز کرتے ہوئے اردو مرکز بحرین کی جانب سے خرم عباسی نے اپنے نانا، کوثر القادری مرحوم کے چار مصرعے مستعار لے کر انہیں اجمل سراج کی یاد سے وابستہ کیا۔ یہ اشعار محفل میں ایک خاص تاثیر کے ساتھ پڑھے گئے:

اے سخنور خوب تھی تیری شعارِ زندگی
چھین لی ہے موت نے جس کی بہارِ زندگی
اک درخشاں چاند آغوشِ لحد میں چھپ گیا
زندگی خود ہو گئی آخر نثارِ زندگی

ان اشعار نے محفل کو ایک گہری جذباتی کیفیت سے دوچار کر دیا اور یوں محسوس ہوا کہ اجمل سراج کی یاد، ان کے فن اور ان کی شخصیت پوری آب و تاب کے ساتھ مشاعرے کے آغاز ہی میں دلوں پر نقش ہو گئی ہو۔

پاکستان اور امریکہ سے تشریف لانے والے ممتاز شعراے کرام نے اس مشاعرے میں شرکت فرما کر محفل کو حقیقی معنوں میں عالمی رنگ عطا کیا۔ اس ادبی محفل میں جن شعراے کرام نے اپنے فکر انگیز اور دل آویز کلام سے سامعین کو مسحور کیا، ان میں ڈاکٹر پیرزادہ قاسم، ڈاکٹر جنید آزر، عظمیٰ جون، تہذیب حافی، ڈاکٹر رباب تبسم، خضر سلیم، الماس شمی، سیمان نوید اور عبدُالرحمٰن مومن شامل تھے۔

مملکتِ بحرین کے میزبان شعراے کرام میں احمد عادل، اقبال طارق، ریاض شاہد، اسد اقبال، سعید سعدی اور اویس رسول شامل تھے۔ صدرِ مشاعرہ ڈاکٹر پیرزادہ قاسم اور دیگر شعراے کرام نے میزبان شعرا کی شاعری کو سراہتے ہوئے نہ صرف تحسین کی، بلکہ بحرین میں ہونے والی اس قدر عمدہ اور پختہ شاعری پر خوشگوار حیرت کا اظہار بھی کیا۔

ہر شاعر کا لہجہ جدا، اسلوب منفرد اور فکر اپنی جگہ مکمل تھی۔ کہیں لفظوں میں زندگی کا کرب تھا، کہیں محبت کی نرمی، کہیں ہجرت کی کسک اور کہیں امید و یقین کی روشنی۔ سامعین پر یہ کیفیت طاری تھی کہ ہر شعر پر داد خود بخود لبوں تک آ جاتی اور محفل ایک مسلسل شعری بہاؤ میں ڈھلتی چلی گئی۔

یوں عالمی مشاعرہ بیادِ اجمل سراج بھی بحرین کے شجرِ حیات کی مانند ایک ایسی زندہ روایت بن کر سامنے آیا، جس کی جڑیں محبت، خلوص اور ادب میں پیوست ہیں، جس کی شاخوں پر سخن کے پھول کھلے، اور جس کا سایہ آنے والی نسلوں تک اردو زبان اور اس کے اہلِ ذوق کو سرسبز رکھتا رہے گا۔

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

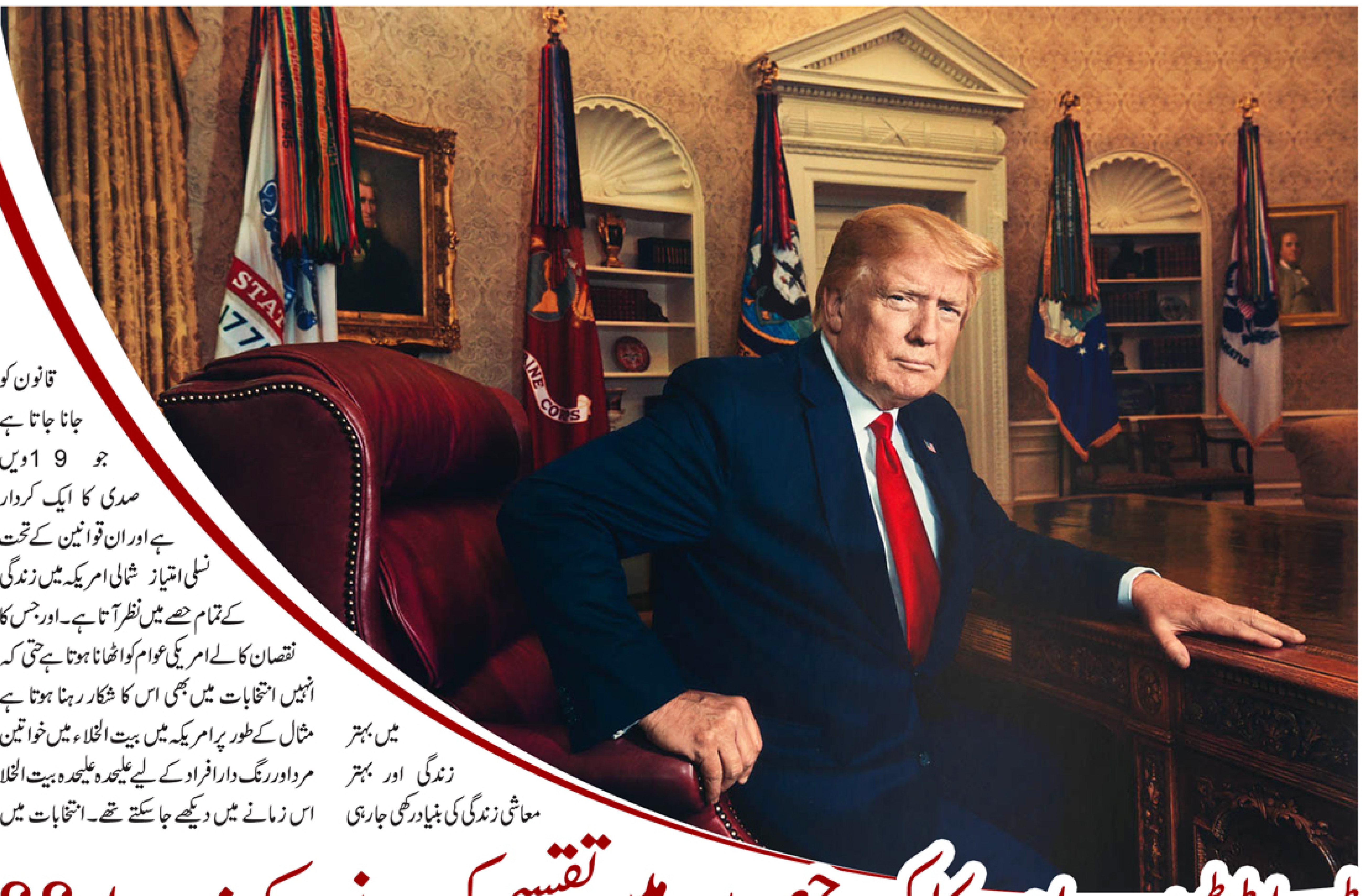

ڈونلڈ ٹرمپ امریکا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے ذمہ دار؟؟

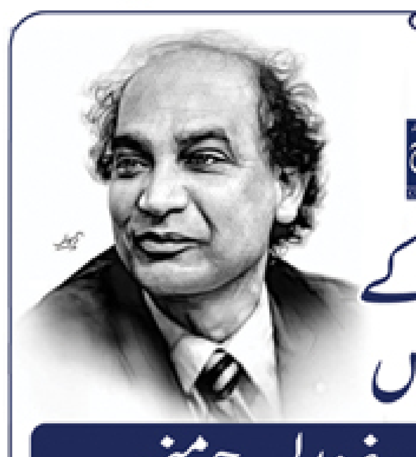

گوئٹے کے دیس میں
سرور غزالی، جرمنی

ریاست ہائے متحدہ امریکہ جو آج تک کئی دہائیوں سے جمہوریت، آزادی اور توازن واستحکام کا علامت تھا دنیا کی قدیم ترین جمہوریت مانا جاتا ہے، جس نے تاریخ کے کئی عروج وزوال دیکھے اور عرصہ دراز سے جمہوریت کی بے مثالہ تصویر پیش کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جرمنی کے لیے عالمی جنگ دوم کے بعد بھی امریکہ ایک مثالی تصویر تھا لیکن اب امریکہ کی یہ تصویر دھندلاتی ہوتی نظر آرہی ہے۔ آج ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ریاست ہائے متحدہ امریکہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر سیاسی اور معاشرتی طور پر دو حصوں میں بٹ چکا ہے۔ ایک طرف دنیا کے لیے کھلے دل والے لبرل امریکہ کے شہری ہیں تو دوسری طرف تنگ نظر، امریکہ فرسٹ کی تحریک چلانے والے امریکی جو اپنے قومی مفاد کو تمام چیزوں سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ ان دونوں گروپ کے مابین امریکہ بٹا ہوا ہے۔ بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس ٹوٹ پھوٹ یا دو حصوں میں تقسیم کے ذمہ دار موجودہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی ڈونلڈ ٹرمپ ملک کو دو حصوں میں بانٹنے کے ذمہ دار ہیں؟ اپنی ایک تقریر میں وہ یہ کہتے ہیں کہ "نہیں ایسا نہیں ہے، میرے آنے سے بہت پہلے یہ معاشرہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا اور اس کو تقسیم کرنے کی ذمہ داری میری نہیں ہے"۔

درحقیقت امریکہ کی کسی ایسی تقسیم کی تاریخ کافی پرانی ہے اور امریکی دائیں بازو کے انتہا پسندوں کی اپنے گروپ کی آگے بڑھنے کی کوشش سے یہ کہانی جڑی ہوئی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آج کی دائیں بازو کی تحریک کس طرح سے وجود میں آئی اور امریکی معاشرے میں آج اس کا کیا مقام ہے۔ امریکہ کی یہ کہانی دائیں بازو کے انتہا پسندوں کی شدت پسندی اختیار کرنے کی کہانی ہے۔ جب 1950 کی دہائی میں امریکی معاشرہ اپنی ترقی کی راہ پہ گامزن تھا معاشی طور پر ترقی ہو رہی تھی عوامی خوشحالی بڑھ رہی تھی۔ اور اس کے نتیجے میں بہتر زندگی کے اثرات سے معاشرے کے زیادہ سے زیادہ لوگ فیضیاب ہو رہے تھے۔ تب اس ترقی نے سیاسی اور معاشرتی ماحول کو بہت زیادہ متاثر کیا اور یہ ایک ایسا وقت تھا جس میں اتحاد اور استحکام ابدی محسوس ہوا کرتا تھا اس ضمن میں جرمنی کے ایک پروفیسر شیفر، ایک تاریخ داں کہتے ہیں کہ اس دور میں انتہا پسندی کمزور پڑ گئی۔ جمہوری اقدار اور ڈیموکریٹک پارٹی کے اثرات معاشرے میں فروغ پانے لگے تھے۔ اور ڈیموکریٹس نے بھی سماجی انتہا پسندی کے رجحانات سے ہٹ کر یہ رویہ اختیار کیا کہ سوشلسٹ کیمونسٹ پلان، پہلے سے وضع کیے گئے معاشی نظام کو نہ اپنایا جائے اور اسی طریقے سے رپبلیکن پارٹی کے لوگوں نے بھی یہ طے کیا کہ اپنے پرانے روایتی مقام سے ہٹ کر نئے نظام کو اپنا لیا جائے خاص کر اپنی خارجہ پالیسی کے سلسلے میں اپنی علیحدہ الگ تھلگ پالیسی مرتب کرنے کی بجائے انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ آزادانہ اور ترقی کرتا معاشرہ تشکیل پائے اور وہ اس پر سب متفق ہوئے یعنی دونوں طرف کے، دائیں اور بائیں بازو کے لوگ ایک میانہ روی اختیار کرنے پر رضامند نظر آرہے تھے۔ اس دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ آمدنی میں بہت زیادہ دو انتہاؤں کا فرق نہیں نظر آتا ہے۔ اور معاشرے کے کمزور طبقے میں بھی معاشی ترقی اور خوشحالی کے اثرات نظر آرہے تھے۔ وہ اس کا فائدہ اٹھا رہے تھے اور ایسے میں ان کو بھی سماجی سیاست کی مدد مل رہی تھی۔ جس وجہ سے ان کی زندگی بہتر ہو رہی تھی۔ ان کا معیار زندگی بلند ہو گیا تھا۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیاسی ہم آہنگی کی بنیاد پر معاشرے میں بہتر زندگی اور بہتر معاشی زندگی کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ اور اس وجہ سے بھی آپس میں ایک اتفاق رائے پیدا ہو گیا تھا۔ ان دونوں مخالف گروپس میں آپس میں اتفاق تھا۔ گو کہاں دو مخالف پارٹیوں ڈیموکریٹس اور رپبلکنز کے مابین اتفاق اور اس کے نتیجے میں خوشحالی کا اثر بہت زیادہ سیاہ فام امریکی لوگوں پہ نہیں ہوا وہ پہلے کی طرح ہی نظر انداز ہو رہے تھے اور ان کی عمومی زندگی خراب تھی وہ پولیس اور دوسرے اداروں کی زیادتیوں کا شکار تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی کہانی امریکہ کی بنیاد پڑنے کے وقت سے ان مشکلات سے منسلک تھی۔ اگر ہم تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ امریکی تحریک، 1861 سے 1865 تک امریکہ میں جو عوامی تحریک چلی اور فسادات کی صورتحال پیدا ہوئی اس میں ملک کے شمالی صوبوں کے افراد کو ملکی اتحاد کی فکر زیادہ تھی جبکہ جنوبی صوبے اپنی آزادی اور انسانوں کی غلامی اور تجارت کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن اس جنگ میں انسانی غلامی کی جیسے موضوعات بہت زیادہ اہمیت کی حامل بھی نہیں تھے بلکہ بنیادی بات یہ تھی کہ ان جنگوں میں امریکہ کو متحد رکھنے کی کوشش سب سے زیادہ پیش نظر آرہی تھی اور غلامی کو ختم کرنے کا جو مورل دباؤ تھا اس کے بارے میں بعد میں باتیں کی گئیں، یعنی ان جنگوں میں غلامی کو ختم کرنا اولین ترجیحات میں شامل نہیں تھا۔ اور یہ سوچ ابھی نہیں ابھری تھی کہ اس کی وجہ سے معاشرتی ناہمواری ناانصافی ایک اہم مسئلہ ہے۔ دنیا کے دیگر ملکوں سے معاملات بھی شمالی اور جنوبی صوبوں کی بنیادی ترجیحات میں شامل نہیں تھا اور اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ 1877 سے لے کر بعد کے وقتوں میں عوامی حقوق کے زمرے میں جو انسانی غلامی کا دور رہا اس بارے میں امریکہ میں کچھ خاص ترقی ہوتی نظر نہیں آتی ہے برعکس اس کے شمالی اور جنوبی دونوں صوبوں میں معاشرتی تقسیم سگرمنیشن وغیرہ لاگو رہا اور اس دوران ایک ایسا سسٹم پیدا ہوا جس کے تحت "جم کرو" قانون وجود میں آیا۔ یہ ایک نسلی امتیاز کی کہانی لیے ایک کردار کی بنیاد پر اس قانون کو جانا جاتا ہے جو 19ویں صدی کا ایک کردار ہے اور ان قوانین کے تحت نسلی امتیاز شمالی امریکہ میں زندگی کے تمام حصے میں نظر آتا ہے۔ اور جس کا نقصان کالے امریکی عوام کو اٹھانا ہوتا ہے حتی کہ انہیں انتخابات میں بھی اس کا شکار رہنا ہوتا ہے مثال کے طور پر امریکہ میں بیت الخلاء میں خواتین مرد اور رنگ دار افراد کے لیے علیحدہ علیحدہ بیت الخلا اس زمانے میں دیکھے جا سکتے تھے۔ انتخابات میں پولنگ بوتھ پر مرد خواتین اور رنگ دار افراد کے لیے علیحدہ کیبن بنائے جاتے تھے اس "جم کرو" قانون کے گہرے اثرات معاشرے میں مرتب ہوئے اور بے شمار خاندان غربت کی چکی میں پسنے لگے رہائشی علاقوں میں ٹوٹے پھوٹے مکانات میں ان غریب غربا کو رہنے پہ مجبور کیا گیا اور انہیں خراب تر علاج معالجے کی سہولت مشکل سے ہی مہیا کی گئیں لیکن اس طرح کے امتیازی اور حق تلفی کا شکار صرف افرو امریکی ہی نہیں تھے بلکہ امریکہ ہجرت کر کے آنے والے بے شمار دیگر افراد کو بھی اس کا شکار ہونا پڑا تھا۔ جن میں ائرلینڈ کے لوگ اٹلی سے آئے ہوئے یا مشرقی یورپ کے یہودی سب ہی معاشرے میں ناانصافی اور حق تلفی کا شکار ہوئے اور ایسے میں یہ فرض کر لیا گیا کہ صرف سفید فام عیسائی پروٹیسٹنٹ اصل امریکی ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بقول پروفیسر صاحب کے کہ 19ویں صدی میں آئرلیش افراد بھی جنہوں نے ہجرت کی تھی۔ انہیں سفید فارم امریکی نہیں مانا جاتا تھا جبکہ بعض قوانین ایسے تھے جن کے تحت میکسیکو سے آئے لوگ سفید گردانے جاتے تھے اور آئرلیش بھی افرو امریکن کے برابر ہی ان غیر انسانی سلوک کا شکار رہے۔ لیکن بیسویں صدی کے شروع ہوتے ہی آئرش لوگ معاشرے کے ایک اثر ورسوخ والے سسٹم کا حصہ بن گئے یعنی انہیں سفید فام ہونے کا درجہ مل گیا۔ اور یہی صورتحال پھر بعد میں دیگر یورپین تارکین وطن کے ساتھ ہوا اور بلکہ کسی حد تک ایشیائی تارکین وطن کے ساتھ بھی ہونے لگا لیکن ایسا افرو امریکن لوگوں کے ساتھ نہیں ہوا۔ لیکن 1960 کی دہائی کے بعد امریکی معاشرے میں ایک تبدیلی آنی شروع ہوئی اور عوامی آزادی کی تحریک تیزی سے مقبول ہوتی چلی گئی۔ گو کہ اس تحریک کی بنیاد بھی بہت پرانی تھی لیکن اب ان کی سنوائی کا وقت آ چکا تھا حالانکہ ایک آخری کوشش کے طور پر یہاں دوبارہ یہ کوششیں کی گئی کہ ان کی اواز کو دبایا جا سکے لیکن تمام سرکاری مزاحمت کے باوجود یہ لہر واشنگٹن تک پہنچ گئی اور وہاں سن 1963 دو لاکھ پچیس ہزار افراد جن میں سیاہ اور سفید فام دونوں ہی افراد شامل تھے واشنگٹن میں جمع ہوئے اور اس موقع پر مارٹن لوتھر کنگ نے وہ تاریخی تقریر کی جس کا عنوان تھا کہ "میں نے ایک خواب دیکھا ہے" "میرا ایک خواب ہے" اور یہ تقریر عوامی برابری کے سلوک کی امید بن گئی لیکن بے شمار سفید فارم امریکیوں کو یہ خدشہ بھی ہوا کہ اس نئی لہر سے شاید انہیں اپنی بہتر زندگی کو ترک کرنا پڑے گا۔ نتیجہ کے طور پر وہ مخالف گروپ میں شامل ہو گئے انہوں نے احتجاج کیا اور دھمکی طاقت کا استعمال شروع کر دیا۔ افرو امریکن کے خلاف پرشدت حملے ہونے شروع ہو گئے۔ اس عوامی مخالف تحریک کی معاونت میں 1950 کے آخر میں انتہا پسند گروپوں نے شدید ردعمل دکھائے۔ عوامی لہر کو وجہ بنا کر اپنی جن تحریک کا آغاز کیا ان میں 1959 میں جارج لنکولن روکول نے امریکن نازی پارٹی نامی کی بنیاد رکھی اور کالے افریقی اور یہودوں کے خلاف نفرت انگیز مہم چلائی۔ حالانکہ اس تحریک میں صرف ہزار افراد ہی شامل تھے لیکن روکول نے اسے اپنی بڑی کامیابی پر موسوم کیا۔ اور اپنی پارٹی کا نعرہ "سفید طاقت" رکھا جو کہ "بلیک پاور" افرو امریکن ایکٹیوسٹ کے خلاف ایک نعرہ تھا، افرو امریکیوں کا یہ نعرہ تعصب نہیں بلکہ فخریہ تھا۔ دیگر دائیں بازو کے انتہا پسند گروپوں جیسے کو کلس کلین اور نیو نازی گروپ نے اس وائٹ پاور کو اپنی جدوجہد کا نعرہ بنا لیا اور بعد کی آنے والی دائیں بازوں کی تحریک نے شمالی امریکہ میں جرمنی کی نازی پارٹی کے نشانات کو بھی اپنایا اور ان کے خیالات سے بھی استفادہ کیا۔ ایسی انتہا پسندی صرف سڑکوں پر مظاہرے اور طاقت کے استعمال کی صورت میں ہی نظر نہیں آرہی تھی بلکہ اس کا دور دورہ امریکی روس سرد جنگ کے دوران بھی خوف وحراس پھیلانے کا باعث بنا رہا اور اس صورتحال میں بہت ساری ایسی پارٹیاں بھی وجود میں آئیں جنہوں نے بظاہر تو کمیونسٹوں کے خلاف محاذ قائم کیا لیکن درحقیقت وہ اس کی آڑ میں نسلی امتیاز کو بھی پھیلانے کا کام لے رہی تھیں۔ پروفیسر صاحب کا کہنا ہے کہ درحقیقت کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کو یہ کہہ کر کہ یہ ہماری آزادی کے خلاف ہیں ان گروپس نے نسلی امتیاز کو فروغ دیا مثال کے طور پر جان برش سوسائٹی۔ جان بش سوسائٹی درحقیقت ملکی مفاد اور عوامی اتحاد کا نعرہ لگاتی رہی اور کمیونسٹوں کے خلاف زور شور سے تحریک چلاتی رہی لیکن نسلی امتیاز کو اپنا سیاسی ایجنڈا بنانے میں کامیاب رہی۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ در حقیقت آئزن ہاور بھی ایک کمیونسٹ پارٹی کا ایجنٹ تھا، ایک بڑا الزام تھا۔ ان کے مطابق اقوام متحدہ اصل میں ایک ٹرویا کے گھوڑے کی مانند ہے جس کا مقصد دنیا میں سوشلزم حکومت کی داغ بیل ڈالنی ہے اور عوامی حقوق کی تحریک کو بھی امریکہ کی سلامتی کے خلاف قرار دیا ان لوگوں کا کہنا تھا کہ ایک سوویت نیگرو ریپبلک کا قیام ان رنگدار افراد کا مشن ہے جو روس کے زیر سائے امریکی حکومت کو گرا کر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس پارٹی کے صدارتی امیدوار بیری گولڈ واٹر جو 1964 میں صدارتی امیدوار کے طور پر کھڑے ہوئے دائیں بازو کی انتہا پسند لوگوں کے لیے ایک اہم شخصیت قرار دیے گئے ایک ایسے آئیڈیل جس کا دیدار کرنے لوگ جمع ہوتے۔ جنہوں نے عوامی حقوق کے قوانین کو رد کیا اور ایسی طاقتور صوبائی حکومتوں کو متنبہ کیا جو اسے تسلیم کرنے

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

پر آمادہ نظر آتیں۔ اور انفرادی آزادی کو عوامی قومی برابری پر ترجیح دی۔ اسی طرح انہوں نے کنزرویٹو پارٹی کو سرکاری مداخلت سے بچانے کی کوشش کی۔ گو کہ انتخاب بیری گولڈ واٹر ہار گئے اور ان کے مقابل لندن بی جانسن انتخاب جیت گئے لیکن گولڈ واٹر جنوب کے پانچ صوبوں میں جو بنیادی طور پر ڈیموکریٹک پارٹی کے صوبے تھے، اپنی پارٹی کے لیے جیت لیے اور یہاں حکومت بنائی لیکن ان کی سول رائٹ ایکٹ کی مخالفت، آج تک بے شمار سفید فام لوگوں کا ترجمان بن کر جنوبی صوبے میں سیاست کا رخ بدلنے کا باعث بنی۔ باوجود اس کے کہ بیری الیکشن ہار گئے لیکن جو کچھ انہوں نے اس انتخاب میں حاصل کیا وہ ایک حقیقت تھی۔ انہوں نے جنوب کے ان صوبوں میں ڈیموکریٹک پارٹی کی حکومت ختم کی اس سے پہلے کبھی بھی ان کی پارٹی یہاں حکومت نہیں بنا سکی تھی اور اس طرح سے امریکی تاریخ میں نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اصل میں یہ ایک پروگریسو پارٹی تھی اور شمالی صوبوں کی نمائندگی کرنے والی یہ پارٹی تھی جس کی کی بنیاد انہی صوبوں میں پڑی ہے اور جنوبی صوبوں میں رپبلیکن پارٹی نے نہ کبھی اپنے نمائندے کھڑے کیے تھے اور نہ وہاں کوئی ان کی نمائندوں کو ووٹ دینا پسند کرتا تھا لیکن اس انتخاب میں یہ بڑی تبدیلی سامنے آئی۔ جولائی 1964 میں صدر لندن بی جانسن نے سول رائٹس ایکٹ پر اپنے دستخط ثبت کیے اور جم کرو قوانین اور سرکاری طور پر نسلی امتیاز اور اس کے نتیجے میں ہونے والی حق تلفیوں کو یکسر ختم کر دیا۔ 1965 میں افروامریکن کے لیے ووٹ دینے کے حق کو تسلیم کیا گیا۔ اس بات کی ضمانت دی گئی کہ حق رائے دہی کا آزادانہ استعمال ہو۔ اور پھر 1970 کی دہائی میں معاشرتی آزادی لبرزم، آزادی نسواں، اسقاط حمل کی آزادی، ہم جنس پرستی کی جدوجہد کو تسلیم کیا گیا۔ لیکن انتہا پسند عیسائیوں کے لیے یہ سب کچھ ایک دھچکہ تھا اور ان کے خیال میں خاندانی اور عقیدے کی روایات کو ان سیاسی تحریکوں سے خطرات کا سامنا ہے۔ اور اس کے خلاف یہ لوگ سیاسی طور پر متحد ہو گئے۔ تاہم ان کے خیال سے ان کے عقیدے پر کافی ضرب لگ چکی تھی۔ یوں 1970 کی دہائی میں رجعت پسند عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ ان دنوں عیسائی مذہب کو پھیلانے میں ایک ٹی وی مقرر جیری فلاویل نے بہت اہم کردار ادا کیا اور پروٹسٹنٹ ٹی وی پر ملین افراد جمع ہونے لگے۔ پرائم ٹائم پر مذہب پھیلانے کے لیے 1979 میں فلاویل نے ایک سیاسی تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام مورل میجورٹی رکھا گیا۔ اس کا مقصد عیسائی سیاسی تنظیم کو متحد کرنا اور معاشرے میں بائبل کی تعلیم کو پھیلانا تھا یہ لوگ حمل اسقاط اور ہم جنس پرستی کے خلاف تھے۔ روایتی خاندان اور عقیدے کو مضبوط کرنے کا عزم لیے ہوئے تھے اس تنظیم کی بنیاد نے ایک ایسی تحریک کو جنم دیا جو آنے والے وقتوں میں امریکہ کی سیاسی صورتحال کو بہت متاثر کیا اسی دوران ویتنام کی جنگ نے امریکی معاشرے کو تقسیم کرنے میں مزید اہم کردار ادا کیا اس جنگ کو دائیں بازو کے لوگوں نے کمیونسٹوں کے خلاف جنگ ہے قرار دیا۔ جبکہ لبرل لوگوں نے اسے بلا وجہ اور قتل عام قرار دیا۔ 1975 کے سائیگون کے واقعے نے امریکی شکست کے بعد معاشرے کو مزید تقسیم کر دیا۔ یہ شکست اور اس جنگ سے نفرت نے معاشرے میں ایک خاص صورتحال پیدا کر دی۔ ویتنام کی جنگ کا ایک اہم موڑ تھا۔ معاشی مسائل کے آغاز کا بھی دور تھا۔ چونکہ اس وقت معاشرے کی مزید ترقی کے لیے مختص کی گئی رقم مثلاً " تعلیم اور سوشل پروگراموں کے مد میں خرچ کی جانے والی رقم کو ان فوجی اخراجات جو کہ ویتنام کی جنگ میں اٹھ رہے تھے پر خرچ کرنا پڑا جس کی وجہ سے بھی معاشرے میں دو مخالف گروپس کے مابین اختلافات بڑھتے گئے۔ اور کنزرویٹو گروپ کا کہنا تھا کہ اس جنگ میں شامل ہونے سے انکار کر کے لبرل اونچے طبقے کے افراد نے ہماری پیٹھ پر چھرا گھونپا ہے۔ اور یہی بات امریکہ کی شکست اور حزیمت کا باعث بنی۔ 1980 کی دہائی میں پارٹی کا ایک نیا دور صدر ریگن کی صدارت کی صورت میں سامنے آیا۔ 1980 کی دہائی کے شروع میں امریکہ کافی مشکلات کا سامنا کر رہا تھا ملکی انڈسٹری کی عدم قومیانے جانے کی روایت تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ چونکہ افراط زر اور بے روزگاری بڑھ رہی تھی۔ رونلڈ ریگن نے بحیثیت صدارتی امیدوار کے اس صورتحال کو بھانپ لیا تھا اور مذہبی دائیں بازو کے ساتھ جن میں پروٹسٹنٹ عیسائی گروپ بھی شامل تھا، ان سے وہ کاندھے سے کاندھا ملا کر اپنی فتح کو ممکن بنانے کی کوشش میں جڑ گئے۔ ساتھ ہی ساتھ این ارائے، نیشنل رائفل ایسوسیشن جو کہ ایک نشانہ بازی کی سپورٹس تنظیم تھی، طاقتور اسلحہ رکھنے کے قانون کی لابی بن گئی ان کے ساتھ بھی ریگن خوب دوستی نبھانے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشی طاقتیں بھی ملکی سیاست پر حاوی ہوتی گئیں اور ملک کو کم سے کم سوشل ملک بنانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ غیر سرکاری تجارتی تنظیم وجود میں آنے لگیں۔ ریگن نے امریکی دائیں بازو کے خواب کو دوبارہ زندہ کیا۔ امریکی صدر نے یہ نعرہ لگایا کہ امریکہ کو دوبارہ سے گریٹ بنایا جائے اور آزادی اور قدیم روایات کو معاشرے میں فروغ دیا جائے اور انہی پرانے اسٹریٹجی پلان کی بنیاد پر وائٹ ہاؤس میں بطور صدر بن کر آ گئے۔

اس نئی سوچ، نئی طریقے کار اور نئی ڈائنامک میں ان کا بہت حصہ رہا ہے۔ اس طریقہ کار میں عوام کی بجائے اپر، خواص کے حکومت پہ اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کیا جانے لگا۔ اور دوسری جانب نچلی سطح پر بھی رپبلیکن پارٹی میں ریڈیکل گروپ اور لوگ شامل ہوتے گئے۔ امریکہ میں دائیں بازو کو طاقتور بنانے میں صدر ریگن کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔

1990 کی دہائی میں امریکہ میں دائیں بازو کی ملیشیا قوتوں نے زور پکڑنا شروع کیا۔ جو نہ صرف بڑے شہروں تک پھیلی ہوئی تھی بلکہ ان کا طریقہ کار گاؤں گاؤں تک پہنچ چکا تھا۔ اور اس کی بنیاد پروپگنڈے پر رکھی گئی تھی۔ اور ایسے گروپس بنائے گئے جس میں ان لوگوں کو شامل کیا گیا جو درحقیقت وفاقی حکومت پر کم بھروسہ کرتے ان پر کم یقین رکھتے اور ان کے خیال میں وہ اپنے حقوق سے محروم کیے جا رہے تھے۔ ایسے میں ایک واقعہ ٹیکسس میں 1993 میں ہوا۔ جسے ویکو ٹکساس کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔ اس واقعے میں سرکاری اداروں نے مذہبی تنظیم ایک گروپ پر حملہ کیا۔ اور اس چھاپے مارے جانے کے نتیجے کے طور پر 76 افراد جن میں چھوٹے بچے بھی شامل تھے مارے گئے اس ملیشیائی تنظیم نے اس کو وجہ بنا کر وفاقی حکومت کے خلاف کھلی بغاوت کی اور یہیں سے امریکہ کے دائیں بازو کی جدوجہد اور مزاحمت نے ایک نیا رخ اختیار کیا اور حکومت کے خلاف سینہ سپر ہوئے اس ضمن میں ٹرنا ڈائریز نامی وہ کتاب مقبول ہوئی جس کا متن دائیں بازو کے انتہا پسند مسلح تنظیم کا سرکار کے خلاف حملوں میں حصہ لینا تھا۔ ایسے میں ٹیموتھی میک ویگ نامی نوجوان نے اس کتاب کو اپنا رہنما بنا کر سرکاری اداروں پر حملے کو اپنا مشن بنایا اور نتیجے کے طور پر اوکلاہوما سٹی میں سرکاری عمارت پر بم کا دھماکہ کیا۔ یہ دھماکہ ویکو ٹکساس کے واقعے کے صرف دو سال بعد ہی ہوا جس میں 168 جانے ضائع ہوئیں۔ یہ ایک انتہائی درجے کے تشدد کا عمل تھا جو نائن الیون سے قبل دائیں بازو کے انتہا پسندوں کی جانب سے کیا گیا تھا جس سے دائیں بازو کی سوچ اور دائرہ کار واضح ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک مرکزی نیٹ ورک کے طور پر جن میں ہر ایک انفرادی طور پر بھی فعال رہا یہ دھماکہ کیا۔ دوسری جانب 2007 میں امریکہ میں شدید قسم کا مالی بحران آیا جو 1929 کے بعد سب سے شدید قسم کا معاشی بحران تھا۔ جس میں بڑے بڑے بینکوں کا دیوالیہ نکل گیا اور کئی بڑے معاشی ادارے تباہ حال ہو گئے لوگوں کے گھر جو انہوں نے قرضوں پہ لے رکھے تھے ان سے وہ محروم کر دیئے گئے اور اس کے کچھ عرصے بعد ہی بارک اوباما امریکہ کے پہلے رنگ دار صدر مقرر ہو گئے جو از خود دائیں بازو کے لوگوں کے لیے ایک انتہائی مایوس کن صورتحال تھی۔ چونکہ وائٹ ہاؤس میں یہ پہلا رنگدار صدر داخل ہوا تھا۔ جبکہ دوسری طرف اوباما بے شمار لوگوں کی امیدوں کے نشان بھی تھے۔ انہوں نے بینکوں اور نیشنل طبی ادارے کی بحالی کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ لیکن ان کے مخالفین بہت جلد ہی ان سے اپنی نفرت کا اظہار کھلے عام کرنے لگے اور انہی نفرت کے اظہار کے لیے "ٹی پارٹی" نامی ایک تنظیم وجود میں آئی یہ نام دراصل کے 1773 میں بنی اس پارٹی کے نام سے موسوم تھی، جو برطانوی ٹیکس سسٹم کے خلاف احتجاج کے سلسلے میں وجود میں آئی تھی اور اس زمانے کی طرح اس لہر کو بھی آزادی اور مزاحمت اور حکومت وقت کے خلاف بغاوت سے موسوم اس ٹی پارٹی کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا اور اس کے نفرت کے نشان صدر اوبامہ جو کہ ایک رنگ دار نسل کے فرد تھے بنے۔ دائیں بازو کے افراد یہ سمجھتے تھے کہ چونکہ سفید فام نسل ایک برتر نسل ہیں۔ ان کی اس سوچ کے تناظر میں وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہماری، سفید فام نسل کی نااہلی کی وجہ سے ہی ایسے انگدار فرد کو حکومت سونپ دی گئی ہے جو ان کے اپنے خیال کے مطابق اور ان کی نسل پرستی کے خیال کے مطابق کسی صورت اس عہدے کا اہل نہیں۔ یہ بات ہمیشہ سے ہی مانی جاتی تھی کہ وائٹ ہاؤس میں صرف وائٹ صدر ہی رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ان کے خلاف اندرونی طور پر ایک ایسی لہر پیدا ہوئی جو انہیں دائیں بازو کے طور پر برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھی ان میں سیاستداں میں ٹیڈی کرز، مارکو روبیو، رنڈ پاؤل اور سارا پالن جیسے سیاست دانوں نے اس ٹی پارٹی کے ساتھ وابستگی پیدا کر کے اپنے اپنے انتخابات کو جیتنے کا ذریعہ بنایا اور یہ تحریک انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کی مدد سے بہت تیزی سے مقبولیت حاصل کرتی گئی اس کے ذریعے جھوٹے انکشافات اور فرضی نظریے پیش کیے گئے جنہیں قدیم ٹی پارٹی کے ایجنڈے سے ثابت کیا گیا اور ان سب نے مل کر اوباما کی پیدائش کو سوالیہ نشان بنا کر ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ چونکہ امریکی قوانین کے تحت صرف امریکہ میں پیدا ہونے والا ہی کوئی شخص امریکی صدر بن سکتا ہے اس ضمن میں ان لوگوں نے یہ سوال اٹھایا اور اس کے لیے صدر اوباما کو اس حد تک مجبور کیا کہ لامحالہ انہیں اپنا پیدائش کا سرٹیفکیٹ اپنی صفائی میں پیش کرنا پڑا تاکہ ثابت ہو سکے کہ وہ واقعتاً" متحدہ امریکہ میں پیدا ہوئے ہیں اور پھر اسی تناظر میں ایک نئے شخص کی آمد ہوتی ہے جو اب تک ٹی وی سٹار اور تاجر کی حیثیت سے اپنی متنازعہ شخصیت کے طور پر معروف رہا تھا، یعنی ڈونلڈ ٹرمپ اور ڈونلڈ ٹرمپ نے اس بات کو خوب اچھالا حتی کہ 2011 میں بارک عوام کو اپنی صفائی کے لیے پریس کانفرنس بلانی پڑی لیکن اس کانفرنس کے بلانے کے باوجود "برتھ تھیوری" جو اوباما کے خلاف ایک لہر اٹھی تھی اس میں کسی طرح کمی نہیں آئی اور ان کے مخالفین اس بات کو ہمیشہ ہی اپنے انتخابی لہر میں دہراتے رہے۔ میڈیا کے اس دور میں ڈونلڈ ٹرمپ نے اس کے ذریعے جھوٹی خبریں پھیلانے، تعصب پھیلانے اور بے بنیاد باتوں کو وجہ بنا کر کسی کے خلاف کوئی نفرت انگیز بات کرنے کو خوب اچھی طرح سے استعمال کیا اور کر رہے ہیں۔ آن لائن سیاست کو سماجی جہد کا ذریعہ بنا ڈالا ہے جس میں بائیں بازو کے حقوق کی روگردانی کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ لیکن ٹرمپ کی یہی سفید فام افراد کی برتری کی سوچ اور دائیں بازو کی انتہا پسندی کی بنیاد پر وہ اپنا پہلا الیکشن جیت کر صدر بن گئے تھے۔ اسی طرح اگست 2017 میں شارلوٹس ولا ورجینیا میں تمام دائیں بازو کے انتہا پسند نیو نازی اور ال رائٹ لہر کے افراد جمع ہوئے اور انہوں نے اس تقریب کا عنوان رکھا دائیں باز و متحد ہو جاؤ۔ اس موقع پر ان لوگوں نے رابرٹ اے لی نامی امریکی عوامی جنگ کے ایک مجسمے کو گرانے کا عندیہ دیا جس وجہ سے مخالفین بھی اپنے جلوس لے کر سامنے آئے اور دونوں کے مابین ایک گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں ایک خاتون کی جان گئی اور درجنوں افراد زخمی ہوئے بعد میں اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے ڈونلڈ ٹرمپ نے اس کی یوں تشریح کی کہ اس جلسے کے اس سانحے میں دونوں طرف سے بہت اچھے لوگ شریک تھے لیکن کچھ لوگوں نے اس کو سبوتاژ کیا۔ انہوں نے اس موقع پر طاقت کے استعمال کی مذمت ضرور کی لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ اس طاقت کے استعمال میں دائیں اور بائیں بازو کے دونوں افراد برابر کے شریک تھے۔ حالانکہ یہ ایسا بالکل نہیں تھا 2020 کے اپنے ایک اور جلسے میں بھی انہوں نے انتہا پسند دائیں بازو کے گروپ کے خلاف کوئی بات نہیں کی بلکہ انہیں اپنے "فخریہ نوجوان " گردانا جو کہ از خود ایک پیراملٹری ارگنائزیشن کے طور پر مغربی اقدار کی دفاع کے لیے متحد ہوئے ہیں اور تارکین وطن کے حقوق اور مرد و زن کے برابری کے حقوق کے خلاف متحرک ہیں۔ اس "پراؤڈ بوائز" نامی تنظیم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ فروعی جھگڑوں سے دور ضرور مگر اپنے آپ کو تیار رکھو۔ جب کہ ایف بی ائی کی اپنی رپورٹ کے مطابق یہ پراوڈ بوائز ایک انتہا پسند تنظیم ہے۔ جسے ملک کی عدم استحکام ذمہ دار قرار دیا گیا تھا۔ اپنی کسی بھی تقریر میں کسی بھی مقام پر ڈونلڈ ٹرمپ کبھی بھی دائیں بازو کے انتہا پسندوں کو تنقید کا نشانہ نہیں بناتے بلکہ وہ انہیں اپنے حامیوں میں شامل گردانتے ہیں۔ جب ڈونلڈ ٹرمپ اپنا پہلا الیکشن ہار گئے تو انہوں نے اس کے نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا وہ آج بھی اپنی دوبارہ انتخابات کی کامیابی کے باوجود یہ کہنے سے کبھی نہیں چوکتے کہ ان کا الیکشن ان سے چوری کر لیا گیا تھا اور وہ دوسری مرتبہ درحقیقت جیت چکے تھے اور ان کے اسی اشتعال انگیزی کے نتیجے میں کیپیٹول پر بھی حملہ ہوا جو امریکی تاریخ کا ای بدترین واقعہ ہے اس موقع پر پانچ افراد مرے اور 140 پولیس والے زخمی ہوئے ساری دنیا میں یہ تصاویر گئیں اور اس سے امریکی جمہوریت کو سخت دھچکا پہنچا۔ جرمنی کے پروفیسر ڈاکٹر ایکسل شفر جو مائنز یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں ان کس کہنا ہے کہ کیپیٹول پر حملہ درحقیقت اس وقت کی حکومت کے خلاف ایک بغاوت تھی جسے بغاوت کی صورت میں ہی دیکھا جانا چاہیے تھا اور اس پر ڈونلڈ ٹرمپ پر مقدمہ چلنا چاہیے تھا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا جو اس بات کی علامت ہے کہ امریکہ میں دائیں بازو کی انتہا پسند تنظیمیں بہت موثر اور فعال ہیں۔

انجینئر محمد ذاکر علی خان کی برسی کے موقع پر یادگار تقریب

پاکستان واچ رپورٹ

ذاکر علی خان فاؤنڈیشن کی جانب سے انجینئرنگ پروگرام میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے گریجویٹس کو لیپ ٹاپ دئے گئے۔

سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی اور ذاکر علی خان فاؤنڈیشن کے اشتراک سے ادب کی ممتاز شخصیت اور معروف ایجوکیشنسٹ انجینئر محمد ذاکر علی خان کی برسی کے موقع پر ایک یادگار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ادب، تعلیم اور اسپورٹس کے شعبوں میں ان کی اعلیٰ خدمات پر انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ اس موقع ذاکر علی خان فاؤنڈیشن کی چیئرپرسن ارم اکبر علی خان کی جانب سے انجینئرنگ پروگرام میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر سرسید یونیورسٹی کے گریجوٹس کو لیپ ٹاپ دئے گئے۔ مذکورہ تقریب میں معزز مہمانوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی، جن میں رجسٹرار کموڈور (ر) سید سرفراز علی ستارہ امتیاز (ملٹری)، اموبا کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر جعفر نذیر عثمانی، پروفیسر ڈاکٹر میر شبر علی، پروفیسر ڈاکٹر محمد عامر، میجر آفتاب لودھی تمغہ امتیاز (ملٹری)، انجینئر عادل عثمان، ڈاکٹر عبدالمعید خان، طارق سبزواری، محسن کاظم، نفیس ربانی، ڈاکٹر نسیم، پروفیسر ڈاکٹر سدرہ عابد سید، ڈاکٹر کاشف شیخ، ڈاکٹر مزمل، حسن ذکی، ہارون قمر، محسن خان، مسعود عالم، ڈاکٹر عمران سلیم، ڈاکٹر فہد فاروقی ودیگر شامل تھے۔

اس موقع پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے سرسید یونیورسٹی کے چانسلر محمد اکبر علی خان نے کہا کہ انجینئر محمد ذاکر علی خان ایک ہمہ جہت شخصیت تھے جن کی زندگی عزم و حوصلہ، لگن اور جذبے کی طاقت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ فروغِ تعلیم، اسپورٹس کی ترقی و بہتری اور خدمتِ انسانی، ان کی زندگی کے اہم ترین مشن تھے جس کے لیے انھوں نے اپنی زندگی وقف کردی۔ کے ایم سی اسپورٹس کمپلیکس اور شہر کا بہترین انفرااسٹرکچر قائم کرنے میں انھوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ کھیلوں کے میدان میں ان کی کامیابیوں نے لاتعداد نوجوان کھلاڑیوں کو بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی ترغیب دی، جب کہ تعلیم سے ان کی وابستگی نے بہت سے پُرعزم نوجوانوں کے لیے روشن مستقبل کی نئی راہیں کھولیں۔ ایک ماہر تعلیم کے طور پر، انھوں نے تبدیلی بذریعہ علم کی طاقت کا ادراک کیا اور سیکھنے اور انوویشن کو فروغ دینے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

ذاکر علی خان فاؤنڈیشن کی چیئرپرسن مسز ارم اکبر علی خان نے اردو ادب میں ذاکر علی خان کی خدمات کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تصانیف نے ہمارے ثقافتی ورثے کی قدر میں اضافہ کیا ہے۔ گہری معاشرتی بصیرت کے ساتھ ان کی تخلیقی صلاحیتوں کے امتزاج نے ایک ایسا ورثہ چھوڑا ہے جو قلمکار اور قارئین دونوں کو متاثر کرتا ہے۔ ان کی تحریریں انسانی تجربات سے کشید کی گئی ہے جس میں احساسات و جذبات کا اتار چڑھاؤ ایک توازن کے ساتھ موجود ہے۔ ان کی تصانیف اردو ادب کا ایک قیمتی اور اہم سرمایہ ہے۔ ادب میں ان کی غیر معمولی خدمات اور تخلیقات کے اعتراف میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانب سے انھیں پہلے سرسید احمد خان انٹرنیشنل ایوارڈ برائے لٹریچر سے نوازا گیا۔

اس موقع پر ان کے رفقاء اور سینئر علیگ نے ذاکر علی خان کی شخصیت اور ان کے کردار و خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ذاکر علی خان کی زندگی ہمیں بہت سی اہم چیزیں سکھاتی ہے۔ وہ ایک سخی دل اور خدا ترس انسان تھے اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ وہ معاشرے کی بہتری کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ انکی وراثت کو آگے بڑھانے کے لئے تعلیمی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ کھیلوں کے فروغ کے لیے بھی کوششیں کریں۔ ان کے نام اور یاد کو زندہ رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کی اقدار کو اپنائیں اور انہیں اپنے عمل کا حصہ بنائیں۔

تقریب کے اختتام پر ذاکر علی خان فاؤنڈیشن کی جانب سے متعلقہ انجینئرنگ پروگرام میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر سرسید یونیورسٹی کے گریجوٹس کو لیپ ٹاپ دئے گئے جن میں صارم مشہود، مبشرہ شیخ، عمادالدین علی خان، نرمین پرویز، حسن عبداللہ اور سید اذہان رضا شامل ہیں۔

سرسید یونیورسٹی کے چانسلر اکبر علی خان اور ذاکر علی خان فاؤنڈیشن کی چیئرپرسن ارم اکبر علی خان انجینئرنگ پروگرام میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر لیپ ٹاپ حاصل کرنے والے گریجویٹس کے ساتھ

اکادمی ادبیات پاکستان کا بین الصوبائی اقامتی منصوبہ 2026

تحریر: شہرین فراز

(آخری قسط)

بلوچستان سے شہزاد سلطان بلوچ (زبردست براہوی شاعر اور باکمال اردو نثر نگار) اور نور الحق شاہ صاحب (بلوچی اور اردو نثر نگار و نظم نگار) تھے جنہیں ہم سب خواتین نے "ادبی بابا" کا لقب دیا۔

اکادمی ادبیات میں ہونے والے اجلاس کی سرگرمیوں میں ادباء اور شعراء پر گفتگو، مکالمے اور کتابوں کی رونمائی شامل تھی۔ اس کے علاوہ اکادمی ادبیات نے ہمیں ایسے اداروں کا دورہ کروایا جن کے متعلق ہمیں عمومی طور پر کبھی معلوم نہ ہو پاتا کہ وہاں کیا اور کیسے کام کیا جاتا ہے۔ ان اداروں میں ادارہ فروغِ قومی زبان اردو، اسٹریٹجک اسٹڈیز آف پاکستان، نیشنل بک فاؤنڈیشن، نمل یونیورسٹی اور نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی شامل تھے۔ اداروں کے دورے کے علاوہ اکادمی کی طرف سے ہمیں دامنِ کوہ، لوک ورثہ، پاکستان مونومنٹ اور فیصل مسجد بھی لے جایا گیا۔

اسلام آباد کے معروف ادباء اور شعراء و شاعرات جیسے فرخ یار صاحب، حمید شاہد صاحب، قیصرہ علوی صاحبہ، نعیم فاطمہ علوی صاحبہ، ثروت محی الدین صاحبہ نے اپنے گھروں میں ہمارے لیے پرتکلف دعوتوں کا بندوبست کیا، ہم سے مکالمے کیے، ہمیں سوال کرنے کا حوصلہ دیا۔ محترم اظہار الحق صاحب نے ہمارے لیے اسلام آباد کلب میں عالیشان ہائی۔ٹی کا انتظام کیا۔ دھرتی رنگ رائٹرز کلب کی جانب سے ہمارے اعزاز میں راولپنڈی میں دعوت رکھی گئی۔ دوروں کے دوران اکادمی کی سواری میں ہم سب خوب ہلہ گلہ کرتے، گیت گاتے، غزلیں سناتے، نثر سناتے۔ محبوب ظفر صاحب جو اسلام آباد کی محبوب ہستی ہیں، ہر جگہ ہمارے لیے مشفقانہ انداز میں نظامت کے فرائض سرانجام دیتے۔ اکادمی کے ڈائریکٹر میر نواز سولنگی صاحب ہمیشہ خوشگوار انداز میں ہم سے مخاطب ہوتے۔ بی بی امینہ صاحبہ نے بڑی بہنوں کی طرح ہم سب کو ساتھ رکھا، ہماری رہنمائی کی، اور ان کے ساتھ ان کی اسسٹنٹ ارم فاطمہ اور علشبہ کی انتھک محنت بھی قابلِ ذکر ہے۔ زاہد گلزار بھائی نے بڑے بھائیوں کی طرح ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ گویا اکادمی کا پرسکون ماحول ہمیں ایسا احساس دلاتا کہ ہم ایک "نئی فیملی" کے ساتھ اپنے گھر میں ہی ہیں۔

اکادمی کے ملازمین ناشتے سے لے کر عشائیے تک ہماری میزبانی میں مشغول رہتے، حتیٰ کہ دیر رات رسمی و غیر رسمی نشستوں میں بھی ہمارے لیے بار بار چائے کا انتظام کرتے۔ احمد مجاہد صاحب اور رحمان فارس صاحب بھی بالخصوص ہم سب سے اکادمی ملنے آئے۔ ملک مہر صاحب نے ایک مکالمے کے دوران ہمارے ساتھیوں کی جگہ بنانے کے لیے اپنی نشست یہ کہہ کر چھوڑ دی کہ آپ کا حق ہے، آپ ہمارے مہمان ہیں، دور سے آئے ہیں۔ ایسا لگتا تھا ہم سب کسی دوسرے سیارے سے آئے ہیں اور ہماری یکجہتی دیکھ کر سارا اسلام آباد عش عش کر اٹھا ہے۔

منصوبے کے آخری روز بھی اکادمی نے ہمیں اتنی محبتیں اور سہولیات دینے کے علاوہ کتابوں کے تحائف بھی دیئے۔ میڈم نجیبہ عارف سے ہم سب نے گلے مل کر ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ رخصت لی۔ ہم بیس شرکاء زاہد گلزار بھائی کے ساتھ گھنٹوں کامن روم میں بیٹھے، ایک دوسرے کے تعارف کی نقل اتارے، خوب ہنسے، منصوبے کے دوران گزارے ہوئے وقت کے حوالے سے اظہارِ خیال کیا، اکادمی کے ملازمین عبدالرحمٰن بھائی اور ان کے دیگر دو ساتھی بھی ہم سب کی گفتگو سے جیسے باقی ایام میں محظوظ ہوتے تھے، اس روز بھی ہوئے۔ ہم سب کے دل کے کسی گوشے میں اگلی صبح گھروں کو لوٹ جانے کے خیال سے ایک گہری اداسی سبک روی سے گھر کر رہی تھی۔ رائٹرز ہاؤس کی رونقیں ہم سب کے اڑان بھرتے ہی ماند پڑنے والی تھیں۔ کاش یہ وقت ٹھہر سکتا، لیکن ہم سب کی ذمہ داریاں جو ہم اپنے اپنے مضافات میں چھوڑ آ؟ تھے، ہمیں چیخ چیخ کر پکار رہی تھیں، ہمیں باور کرا رہی تھیں کہ تمہیں لوٹنا ہے، ہماری خاطر، تمہارے اہلِ خانہ کی خاطر۔ یوں سب نے ایک ایک کر کے اگلی صبح اکادمی کی خوبصورت یادوں کو اپنے اذہان میں محفوظ کرتے ہوئے روتے روتے ایک دوسرے کو وداع کیا۔ میری ٹکٹ اگلی صبح کی تھی۔ میں شاید اپنے ساتھیوں میں سب سے حساس تھی، اسی لیے دو روز قبل ہی سے باتوں باتوں میں رو دیتی تھی۔ شکر ہے آخری روز مجھے گلے لگانے والا کوئی نہ تھا، ورنہ میں اپنی روح کا ایک معتبر حصّہ اکادمی کے حوالے کر کے اپنے گھر آدھی ادھوری لوٹتی۔ خدا اکادمی ادبیات کی رونقیں اور اس سے منسلک تمام لوگوں کو آباد رکھے۔ آمین

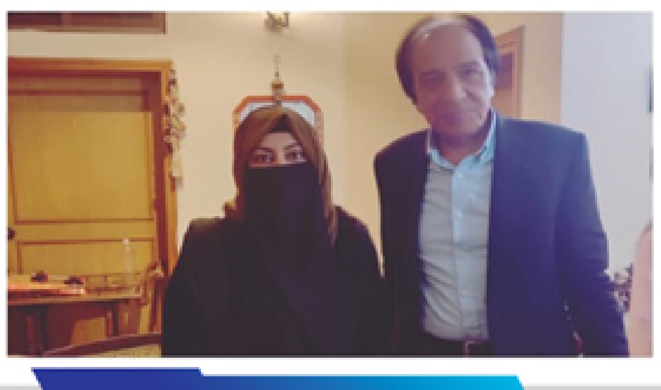

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاکستان واچ

PAKISTAN WATCH

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3